بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

دیدار بخش کلاں

تصنیف لطیف
سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم
ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اللّٰہُ

محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قطعہ

زنام محمدؐ شود دل صفا — زنام محمدؐ مشرف لقا
محمدؐ نماید بروبیت خدا — خدارا مکن از محمدؐ جدا

درود نامحدود بر سید السادات الف الف الفت روح روح رحمت نثار مقدسہ مبارک بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین ط

بعدہٗ میگوید مصنف تصنیف بی تالیف علم تصوف ظاہر فرمودن از قرآن تفسیر وباطن بنمودن روشنضمیر بندہ باھُوؒ فنا فی ذات ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور در زمانہ حضرت محی الدین بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر اللہ لایزالی فیض بخش برعاشقان مست حال ہرراہ واقف احوال رب العالمین: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ[1] ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ[2] ط

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ[3] ط
حَسْبِيَ اللّٰهُ[4] وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا[5] ط
وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط

بیت

موسیٰؑ زہوش رفت بیک پرتو صفات — تو عین ذات می نگری در تبسمی

---

[1] سورہ الحجر، ۱۵ : ۹۹ [2] سورہ فتح، ۴۸ : ۱۰ [3] سورہ فاتحہ، ۱ : ۵
[4] سورہ توبہ، ۹ : ۱۲۹ [5] سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۴۸

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قطعہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لینے سے دل کی صفائی ہوجاتی ہے. سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے دیدار کا شرف حاصل ہوتا ہے۔
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی زیارت کرواتے ہیں. تو اللہ تعالےٰ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا مت خیال کر۔

سید السادات رحمت نثار، مبارک اور پاکیزہ روح الفت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام اصحاب اور تمام اہل بیت پر لاکھوں اور لامحدود درود اور سلام ہوں۔

اس کے بعد مصنف تصنیف اور بے تالیف یہ بندہ باھُوؒ فنا فی ذات ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ قرآن و تفسیر کے مطابق علم تصوف کی وضاحت کر رہا ہے اور باطنی طور پر روشنضمیری کی تعلیم دے رہا ہے، جو حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں رب العالمین، رب لایزال کی طرف سے ہر راہ و احوال کا واقف اور عاشقان مست حال پر فیض بخش ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔
"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کے انتہائی منزل پر فائز ہوجاؤ"۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
"ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے"
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
(کہو) تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں" مجھ کو اللہ کافی ہے. اور اللہ بس ہے کام بنانے والا" اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں. وہ سب سے بڑا ہے۔

بیت

اے باھُوؒ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے نور کی ایک جھلک صفاتی سے بیہوش ہوگئے لیکن تو اسکے برعکس، عین ذاتِ الٰہی کو دیکھ رہا ہے اور مسکرا رہا ہے۔

این شرف امّت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم است۔ وجود کوہ طور دیا الہام کلمہ اللہ فی قلب الغیر بلا کسب غیب دانی با جواب حضور وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ[1] حاصل کردن ہدایت توحید ہمون داند کہ برسید۔

بیت

گر بنگرم جان میرود، گر جان رود چون بنگرم   حیران درین کاری شدم یا بنگرم یا جان دہم

این مراتب اینست بر آمدن از فنا فی اللہ و در آمدن بقا باللہ۔

بیت

بکار جلوۂ ذاتی زبان مکشا   کہ در مشاہدۂ حق دم زدن غلط است

این موت مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا[2] پدیدار حیات گرداند و یکدم از حضوری اللہ جدا نماند۔ این مرتبہ اہل دین است کہ اعتقاد بخشندہ با ایمان یقین است، ازلی فرحت الروح رحمت روح۔

بیت

دائرۂ دارین را در دل نگر   ز دیدۂ دل دیدار بین صاحب نظر

ابیات

نفس، دم، دل، روح رہزن ہر دوام   ہر یکی بگذار فقرش شد تمام
صورت از صورت بر آمد خام را   این صورت باز گرداند ترا قرب از خدا
ہر حجابی پردہ را بردار تو   ہر کہ در قید است آنرا خام گو

[1] سورۂ ق ، ۵۰ : ۱۶   [2] کتاب شرح برزخ

یہ شرف حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت کو حاصل ہوتا ہے۔ کوہ طور کے وجود اور یا قلب غیر میں کلمۃ اللہ کا الہام کسب غیب دانی کے بغیر حضوری سے جواب حاصل کرتا ہے۔ "اور ہم اس سے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں" اور ہدایت توحید الٰہی وہی جانتا ہے، جو خدا رسیدہ ہے۔

بیت

اگر میں دیکھتا ہوں تو جان جاتی ہے۔ اور اگر جان جاتی ہے، تو پھر میں دیکھوں کس طرح۔ میں اس معاملہ میں حیران ہوں کہ میں دیکھوں یا جان دے دوں۔

یہ فنا فی اللہ سے باہر آنا اور بقا باللہ میں داخل ہونا، یہی تو مراتب روحانی ہیں۔

بیت

جلوۂ ذاتی کے امور میں زبان مت کھول، کیونکہ مشاہدۂ حق میں دم مارنا غلطی ہے۔

یہ موت، "موت سے پہلے مر جاؤ"، زندگی کے وجود کو ظاہر کرتی ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی حضوری سے الگ نہیں کرتی۔ یہ مرتبہ اہل دیدار کا ہے، جو یقین با ایمان کو اعتقاد بخشنے والا ہے۔ اس سے ازلی فرحت روح اور رحمت روح حاصل ہوتی ہے۔

بیت

دونوں جہاں کے دائرہ کو دل میں دیکھ   اے صاحب نظر، دیدۂ دل سے دیدار کر۔

ابیات

نفس، دم، دل اور روح ہر ایک کو ہمیشہ رہزن خیال کر۔ ہر ایک کو چھوڑ دے، فقر مکمل ہو جائے گا۔

خام کے لیے صورت سے صورت نکلتی ہے۔ یہ صورت تجھے قرب الٰہی سے واپس لوٹاتی ہے۔

ہر حجاب پردہ کو تو اٹھا دے، جو کوئی قید میں ہے، اسے ناپختہ کہہ۔

(ہرکہ) کہ برسد لانہایت لامکان — دارالامان دارالامان دارالامان

ت در موت است موت از موت گیر — تا شوی عارف خدا فی اللہ فقیر
ہریک مراتب را از قرآن یافتم — قرآن پیشوای خود وسیلہ ساختم

ابیات

یقین معنی یافت یافت از یافت کس — یقین از کتابی دفتری در یک سخن
معنی یقین آنست کہ یقین یکتا در توحید — با خدا رساند و بجز خدا دیگر یاد نماند

ابیات

ہر کہ می بیند بود دائم حضور — سر را پوشد نمی گوید ظہور
ہر کہ ظاہر کرد سری راز را — مردمان گردن زنند دشمن خدا
خدا ہر کرا خواہد دہد دیدار خویش — در عالمی رسوا شود با درد ریش
گاہ گریہ گاہ خندہ کہ بود — ہر کرا این منصب است آن یافت زود
بکرم اللہ جذب بکشاید ترا مرشد توفیق دہ — تحقیق بہ جان خود با تو دہم دیدار دہ

جو کوئی لامحدود لامکان میں داخل ہوتا ہے، وہ (گویا) دارالامان میں پہنچ جا

موت کا علاج موت میں ہے

موت (کا علاج) موت میں ہے۔ موت کو موت سے خیال کر تا کہ تُو عا
فی اللہ فقیر ہو جائے۔
میں نے ہر ایک مرتبہ کو قرآن پاک سے حاصل کیا۔ (اور) قرآن پاک کو اپ
اور وسیلہ بنایا۔

ابیات

انسان نے یقین کے معنی کو پالیا۔ (اور) یافت سے یافت کو پالیا۔ اور یق
ایک ہی بات میں کتاب (قرآن پاک) سے حاصل کر لیا۔
یقین کی حقیقت یہ ہے کہ توحید میں یقین یکتا خدا تک پہنچاتا ہے۔ اور
بغیر اور کچھ یاد نہیں رہتا۔

ابیات

جو کوئی دیکھتا ہے، وہ ہمیشہ حضوری میں رہتا ہے۔ وہ راز کو چھپاتا ہے ا
ظاہر نہیں کرتا۔
جس کسی نے راز کو ظاہر کر دیا، تو لوگ (ایسے) دشمن خدا کی گردن مار دیتے ہیں
خدا جس کو چاہتا ہے، اپنا دیدار کرا دیتا ہے۔ (اور پھر وہ پورے جہان میں
(کے ابتلا) میں رسوائی (کے داغ) سہتا ہے۔
کبھی رونا اور کبھی ہنسنا، کس نے اپنایا؟ جس کسی نے یہ منصب پایا، اس نے (اپنا
جلد پالیا۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرشد باتوفیق تیرا جذب کھول دیتا ہے۔ تحقی
اپنی طرف سے تجھے (اے طالب) دیدار بخشتا ہوں۔

درمیان دیدارِ حق دم بردۂ — امروز دم از دم برآید فردۂ
امروز فردا ایک شود یکتا بیا — طالب ترا حاصل شود دیدن لقا
در وجودی نفس دزدی عین ذات — عین را با عین بین ای دل حیات
در توحیدش غرق گشتم لازوال — معرفت موت است موتش لازوال
خود ز خود فانی شود عارف صفت — دیدن او شد روا دیدار با تو معرفت

قولہٗ تعالیٰ:-

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝[1]

این نیز مرتبۂ کامل انسان است غرق فی التوحید شو۔ سرنگون برآید از چون در آید بیچون۔ شریعت بین الحیات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ناطق قرآن آیات، قاب قوسین درجات۔

این کتاب را "دیدار بخش" نام نہادہ و بیدار قلب خطاب دادہ شد۔ مرشد کامل اوّل با علم حاضرات اسم اللہ ذات تماشۂ ہژدہ ہزار عالم آنچہ در کونین کل مخلوقات از کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طالب اللہ را بکشاید با توفیق تحقیق بنماید۔ مرشد از ان ارشاد تلقین فرماید کہ گنج عنایت لاحد و ہدایت لاعد موافق علم نعم البدل و علم فیض الفضل و علم نصیب ازل۔

اوّل قاعدۂ علم ظاہر تصرف ظہور و دوم قاعدہ با تصور حضور کہ فقیر را ابتدا ہر دو بالُ پر است و علم محاسبہ نفس عدل و حلم برآمدن از تمامی جہل و علم ترک و علم خطرات

[1] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱: ۲۱

دیدارِ حق کے درمیان تُونے سانس لیا ہے۔ آج دم سے دم نکل رہا ہے، جو کل (میں شامل ہو رہا) ہے۔

آج اور کل (اصل میں) ایک ہیں، تُو تنہا آجا۔ اے طالب! تجھے دیدار حاصل ہو جائے گا۔

تیرے وجود میں نفس چور ہے۔ (تُو) عین ذات کو ہی عین دیکھ کر اے دل حیات (جاودانی) حاصل کر لے۔

میں اس کی لازوال توحید میں غرق ہو گیا ہوں۔ معرفت (الٰہی) موت ہے جو لازوال ہے۔

عارفانہ صفات والا اپنے سے فانی ہو جاتا ہے۔ معرفت کے ساتھ تیرا (اس ذات پاک کا) دیدار جائز ہو جاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:-

"اور وہ تمہارے جی میں ہے، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں؟"

یہ بھی کامل انسان کا مرتبہ ہے۔ تُو غرق فی التوحید ہو جا۔ (جب انسان) چوں سے بیچوں میں داخل ہوتا ہے، تو سرنگوں آتا ہے۔ شریعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی پر محیط ہے، جو آیات قرآنی کے ناطق ہیں جن کے درجات قاب قوسین ہیں۔ اس کتاب کا نام "دیدار بخش" رکھا گیا اور "بیدار قلب" کا خطاب دیا گیا۔ مرشدِ کامل پہلے اسم ذات کے علم حاضرات سے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دکھاتا ہے اور کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دونوں جہان میں کل مخلوقات کا نظارہ طالب اللہ کو توفیق تحقیق کے ساتھ کرواتا ہے۔ اس سے مرشد بشمار ہدایات اور لاتعداد عنایات کا خزانہ علم نعم البدل، علم فیض الفضل اور علم نصیب ازل کے مطابق تلقین و ارشاد فرماتا ہے۔

علم ظاہری اور علم باطنی

علم ظاہری کا پہلا قاعدہ تصرف ظہور ہے۔ اور دوسرا قاعدہ با تصور حضور ہے جو کہ (اصل میں) فقیر کے لیے ابتدائی دو بال و پر ہیں۔ علم نفس کے محاسبہ کا نام ہے اور تمام جہالتوں سے نکل کر عدل اور بردباری سے کام لینا ہے۔ علم (باطنی) ترک دنیا کا نام ہے اور علم (ظاہری)

خلل و علم رمّال رجل و جملہ علم آوردن دریک عمل آخر انتہا تمامیت فقر۔ توحید معرفت اللہ ختم۔ وصال لازوال علم فیض بخش فضل۔ عطار لطف کرم۔

فقر اختیاری لایحتاج چہ خواہد بود کہ از میدان کونین سلامت گوی مردان خدای ربود کہ بر تن طالبان جامۂ جامعیت پوشاند و احتیاج از ہیچ کس نماند و نیز فقیر لایحتاج آن را گویند کہ طریق افسانہ نداند و بطریقت قصہ نخواند و بر طالب مرید کہ مہربان شود و شروع تلقین با این دو مراتب رساند کہ ظاہر غنایت تصرف تمام بیشمار گنج و باطن ہدایت حضوری مدام بی رنج۔ ظاہر علم عمل دعوت شہسوار قبور ہر کہ با عمل قرآن عامل شہسوار خواند از و تصرف علم کیمیا اکسیر و سنگ پارس در کوہ از روشن ضمیر مخفی و پوشیدہ نماند و این قدرت تصرف گنج بیشمار در نظر عمل او بود کہ از مشرق تا مغرب جملہ بادشاہان را مثل ادنیٰ غلام خرید کند و حکم اجازت پیر مرشد استاد کامل بدین طریق عمل تصرف توفیق در یک ہفتہ حاصل کند تحقیق۔ این مرتبہ از برای طالب دل غنی است کہ دل گردد از دنیا سرد، بیرون برآید از جملہ ہوای نفس غیر مرد۔

دوم مرتبۂ باطن با تصور اسم اللہ ذات ہفت اندام طالب اللہ را از سر تا قدم مشق مرقوم وجودیہ میگردد و نور طالب و مدام بمد نظر اللہ رحمت اللہ منظور حضور اثبات انوار حضور دیدار فنا فی اللہ ذات۔ ہر کہ از علم تصور فنا فی اللہ عین بعین سبق خواند، بی حجاب اللہ فی ما بین العبد و رب ہیچ پردہ نماند۔

علم تصرف دعوت شہسوار عمل قبور و تصور اسم اللہ ذات حضور پیر مرشد نداند

سے خلل اور خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور علم رمّال لوگوں کا محض قیل و قال ہے۔ اور تمام علوم کو ایک عمل میں لانا فقر کا انتہائی مقام ہے اور اسی پر توحید معرفت الٰہی ختم ہے۔ علم فیض فضل بخش وصال لازوال ہے اور لطف و کرم الٰہی کی عطا ہے۔

فقر اختیاری لایحتاج کیا ہوتا ہے، وہ مردان خدا کی گیند کو دونوں جہان کے میدان سے سلامتی کے ساتھ لے جاتا ہے اور جامعیت کا لباس طالبان حقیقی کے جسم پر پہناتا ہے اور اس کو کسی شخص کی حاجت نہیں رہتی۔ نیز فقیر لایحتاج اس کو کہتے ہیں، جو کہ قصہ کہانی کے طریق کو نہیں جانتا اور طریقت کو قصہ خوانی نہیں بناتا۔ وہ طالب مرید پر مہربان ہوتا ہے۔ اور شروع ہی میں تلقین کے ذریعے ان دو مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ کہ ظاہرا طور پر غنایت تصرف تمام سے بیشمار خزانہ ہاتھ آتا ہے اور باطنی طور پر بغیر تکلیف اٹھائے ہمیشہ کی ہدایت حضوری نصیب ہوتی ہے۔ جو عامل ظاہری علم سے دعوت قرآن عمل قبور پڑھتا ہے اس کے اس علم تصرف روشن ضمیر سے کیمیا اکسیر اور پہاڑ میں سنگ پارس مخفی و پوشیدہ نہیں رہتے۔ گنج بیشمار کے تصرف کی یہ قدرت اسکی نظر عمل میں ہوتی ہے کہ وہ مشرق سے مغرب تک تمام بادشاہوں کو ادنیٰ غلام کی طرح خرید کر لیتی ہے اور استاد کامل پیر و مرشد کی اجازت و حکم سے اس طریق سے عمل تصرف کے ذریعے یقیناً ایک ہفتہ کے اندر توفیق (مقصود) حاصل کر لیتا ہے، اس مرتبہ کو حاصل کرنے کے لیے طالب کے لیے اس کا دل غنی کر دیتا ہے۔ اس کا دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے اور وہ تمام غیر انسانی نفسانی خواہشات سے باہر آ جاتا ہے۔

دوسرا باطنی مرتبہ طالب اللہ کا یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے اس کا سارا وجود سر سے قدم تک مشق مرقوم وجودیہ کے ذریعے نور بن جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اللہ کے مد نظر رہتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے وہ منظور و مقبول ہوتا ہے اور دیدار الٰہی کے اثبات نور سے وہ فنا فی اللہ ذات ہو جاتا ہے۔ جو شخص علم تصور فنا فی اللہ سے عین بعین سبق پڑھتا ہے، تو پھر بندہ اور رب کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نہیں رہتا۔

ناقص پیر و مرشد سے اجتناب کرنا چاہیے

جو پیر و مرشد علم تصرف دعوت عمل قبور اور تصور اسم اللہ ذات کو نہیں جانتا، اور

وبا این مراتبین نمیرساند۔ ہر آنکس احمق است کہ نام خود را پیر مرشد خواند۔ طالب حق از آن ناقص دُور شود بیزار ہزار بار استغفار۔

بیت

سخن گفتن بہ پیش بی فہمان زحکمت بی گمان　　دانۂ چند از جواہر ریختن پیش خراست

○

حدیث

لَا تُكَلِّمْ كَلَامَ الْحِكْمَةِ عِنْدَ الْجُهَّالِ[1] ط

بیت

چون خدا آمد و خود نہ ماند وجود　　خود ز خود سجدہ بخود ز خود بنمود

○

اینست مرتبہ فنا البقا بقا الفنا۔ دوام حضور با خدا۔ فقیر را لایحتاج ببیند فقر را میشناسد۔ نفس را قرب از خدا می شناسد۔ رب را با ذاتِ نور نفس فانی گشت۔ چون برسد حضور، تمام عالم در قید نفس کہ طامع ہوا و ہوس فقیری کہ از طمع طمع ہوا برآید، نفس نخست اقدام زیر پا در آید۔

بیت

نفس گنجشک روح شہباز است درو　　مرشد مینماید با نظر با تو برو

○

ہر کہ ازین مطالعہ عنایت با ہدایت طالع نیافت، وبال بگردن زوال او۔

[1] الحدیث

وہ ان مراتب تک اپنے مرید کو نہیں پہنچاتا، تو ایسا پیر و مرشد احمق ہے کہ اپنے آپ کو وہ پیر مرشد کہلواتا ہے۔ طالب حق کو اس ناقص (پیر و مرشد) سے دور ہو جانا چاہیے اور اس سے بیزار ہونا چاہیے۔ اور ہزار بار استغفار کرنی چاہیے۔

بیت

بے فہم لوگوں کے سامنے حکمت کی باتیں کہنا بے شک ایسا ہی ہے جیسے جواہر کے چند دانے گدھے کے سامنے ڈالے جائیں۔

حدیث

"حکمت کی باتیں جاہل لوگوں کے سامنے مت کرو۔"

بیت

جب خدا کی ذات وجود کے اندر سرایت کر گئی، تو وجود نہیں رہتا۔ (وہ گویا) خود سے خود کو سجدہ کرتا ہے۔ اور خود سے خود کو دکھاتا ہے۔

یہ ہے اس شخص کا مرتبہ جو فنا البقا اور بقا الفنا ہے اور جو ہمیشہ خدا کی حضوری میں رہتا ہے اور فقر کو لایحتاج دیکھتا ہے۔ اور فقر کو پہچانتا ہے۔ نفس کو خدا کے قریب ہونے کے حوالے سے پہچانتا ہے۔ رب کے ذاتی نور کی وجہ سے نفس فانی ہو جاتا ہے۔ جب فقیر حضوری میں پہنچتا ہے، تو تمام عالم جو قید نفس میں ہوتا ہے، وہ طمع سے باہر نکل آتا ہے۔ جب فقیر طمع سے خالی ہوتا ہے تو پہلے قدم کے طور پر نفس اس کے قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔

بیت

نفس چڑیا ہے اور روح شہباز ہے۔ اس میں مرشد کامل تیرے ساتھ نظر (کرم) کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ تو چلتا جا۔

جس کسی نے اس عنایت با ہدایت کتاب کے مطالعہ سے قسمت کو نہ پایا، تو اُس

اصل این یقین است۔ یقین نفس ذکر ویقین دم ذکر، یقین قلب ذکر ویقین روح۔ ہر کرا این چہار یقین ہنوز در مرتبہ مومنین کہ در وجود محاسبۂ بی جمعیت بیکدیگر محاربہ۔ چون یقین توفیق اللہ کہ از نور وحدانیت دیدار بخش کند، نفس تابع شود وخصلت ہر یک نور روشن پذیر فنا فی اللہ۔ فقیر درین مقام واقف احوال بود۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ[1] برآید۔

چون طالب باین مراتب رسد، لایق لقا برآید، از جملہ ہوا این را نہ قیل وقال۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالِ[2] بر طالب فرض عین است از مرشد طلب کند کسب کمال کہ برساند بمعرفت اللہ وصال۔

بیت

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی | کس بی کمال، ہیچ عزیز نشوی

عزیز من! فقیر وطالب صادق فقیر از دو حکمت خالی نباشد۔ در مرتبۂ فراق ہجر دور یا در وصال مشاہدۂ حضور۔ اگر فقیر در فراق ہجر است با جذب غضب جلالیت بعبرت وحیرت، چنانچہ مردم ماتم زدگان خراب حال، ہیچ چیز خوش نیاید وخاموش، زبان نکشاید واگر فقیر در وصال است، در میان کس نگنجد۔

بیت

چون وصل درنگنجد ہجران چہ کار آید | معشوق عشق عاشق ہر سہ یکیست اینجا

---

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ وتفسیر عرائس البیان [2] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ

کے زوال کا وبال اس کی گردن پر ہے۔ اس کی اصل یقین ہے۔ یقین ذکر نفس ہے، یقین ذکر دم ہے، یقین ذکر قلب ہے اور یقین روح ہے۔ جس کسی میں یہ چار یقین ہوں، پھر بھی وہ مومنین کے مرتبہ میں ہے، جو وجود میں محاسبۂ بی جمعیت میں ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ جب یقین اللہ کی توفیق سے نورِ دیدارِ وحدانیت سے سرفراز ہوتا ہے، تو نفس تابع ہو جاتا ہے اور ہر ایک روشن پذیر نور کی خصلت فنا فی اللہ ہو جاتی ہے۔ فقیر اس مقام پر واقفِ احوال ہو جاتا ہے۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا، پس اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا، پس اُس نے بقاء کے ساتھ اپنے رب کو پہچانا۔" جب طالبِ مولیٰ ان مراتب پر پہنچتا ہے، تو وہ لقا کے لائق ہو جاتا ہے اور تمام نفسانی خواہشات اس سے دُور ہو جاتی ہیں۔ اُسے قیل وقال سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ "اپنے نفس کو ترک کر اور اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جا۔" طالب پر یہ فرضِ عین ہے کہ وہ کسبِ کمال اپنے مرشد سے طلب کرے، کیونکہ وہ اُسے وصالِ معرفتِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔

بیت

(اے طالبِ مولیٰ!) کسبِ کمال کر تاکہ تو عزیزِ جہاں ہو جائے، کیونکہ (آج تک) کوئی شخص کمال کے بغیر صاحبِ تکریم نہیں ہُوا۔

اے میرے عزیز! فقیر اور طالبِ صادق فقیر دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ مرتبۂ فراق وجدائی میں دُور ہوتا ہے اور یا پھر وصالِ حضور کے مشاہدہ میں ہوتا ہے۔ اگر فقیر فراق وجدائی میں غضب وجلالیّت کی کیفیت میں ہے، تو وہ عبرت وحیرت میں ہوگا۔ جیسے ماتمی لوگ خراب حال میں ہوتے ہیں اور انہیں کچھ چیز اچھی نہیں لگتی۔ وہ خاموش رہتا ہے اور لب کشائی نہیں کرتا اور اگر فقیر وصال میں ہے، تو وہ کسی کے درمیان نہیں سماتا۔

بیت

جب وصل کسی میں نہیں سماتا، تو فراق کس کام آئے گا، معشوق، عشق اور عاشق تینوں یہاں ایک ہو جاتے ہیں۔

پس معلوم شد کہ وصال بسیار طریق است ۔ وصال ناسوت ، وصال ملکوت ، وصال جبروت ، وصال لاہوت ۔ این ہر چہار وصال بازوال کہ مرتبۂ طالب در قید قبض بسط ۔ این چنین وصال تماشۂ کونین نُما بعید از فنا فی اللہ بقا باللہ ۔

توحید ہچون فانوس خیال است ۔ این مقامات مخلوق وصال است و خدا غیر مخلوق است ۔ آن را چہ نشان بہ بیند با عیان وصال در آید در لامکان ، جسم نور دوام حضور مقرب سبحان ، بر آید از کُل مخلوقات ، مقام شش جہات و غرق فی التوحید فی اللہ دوام با ذات ۔

بیت

وصال با صد سال یک لحظہ زدم ابتدا و انتہا وصلش ختم

مرشد صاحب وصال طالب اللہ صادق را روز اول با وصال رساند و از زوال نفس را باز گرداند ۔ وصال الہام ، قال وصال ، احوال وصال حال ، وصال مستی لازوال ۔ از عبادت اعمال وصال بذکر ، فکر ، مراقبہ ، افعال ہمہ خام خیال ، مرتبۂ جہال است ، چنانچہ واقع شد ۔

وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا [1]

بیت

ہر طریقت ہر طریقہ قید من بی حضوری ہر طریقہ لاف زن

وصال غیر مخلوق چہ چیز است ۔ بیرون از علم عقل مطالعۂ تمیز است و بر وصال

[1] سورہ الاحزاب ۳۳ : ۷۲

پس معلوم ہوا کہ وصال کی بہت سی اقسام ہیں ، وصال ناسوت ، وصال ملکوت ، وصال جبروت ، اور وصال لاہوت ۔ ان ہر چہار وصال بازوال کے سبب طالب کا مرتبہ قبض و کشاد کی قید میں ہوتا ہے ۔ اس قسم کے کونین نما نظارے کا وصال فنا فی اللہ بقا باللہ سے بعید ہوتا ہے ۔

توحید فانوس خیال کی مانند ہے ۔ مخلوق کے یہ مقامات وصال کہلاتے ہیں اور خدا غیر مخلوق ہے ۔ وہ اس کے کیا نشان دیکھتا ہے تاکہ وہ ظاہراطور پر لامکان میں وصال میں آئے ۔ اس کا نورانی جسم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب حضوری میں آکر گویا تمام مخلوقات سے مستغنی ہو جاتا ہے اور مقام شش جہات میں داخل ہوتا ہے اور ہمیشہ کے لیے توحید ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے ۔

بیت

جس وصال میں سو سال لگتے تھے ، مَیں نے اُسے ایک لحظہ میں پا لیا ۔ اس کے وصل کی ابتداء و انتہاء ختم ہوگئی ۔

مرشد صاحب وصال طالب اللہ صادق کو پہلے ہی روز وصال الٰہی تک پہنچا دیتا ہے ۔ اور نفس زوال کو مایوس کر کے واپس لوٹا دیتا ہے ۔ وصال الہام ، وصال قال ، وصال حال احوال اور وصال مستی سب لازوال ہیں ۔ عبادت اعمال سے اور ذکر اور فکر اور مراقبہ سے وصال کا پانا سب خام خیال افعال ہیں اور جاہلوں کی علامت ہے ۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے :-

"اور انسان نے اُسے اٹھا لیا ۔ بیشک وہ نادان اور خود کو مشقت میں ڈالنے والا ہے ۔"

بیت

ہر طریقت اور ہر طریقہ میرے قبضۂ قدرت میں ہے ۔ بغیر حضوری کے ہر طریقہ لاف زن ہے ۔

وصال غیر مخلوق کیا چیز ہے ؟ علم و عقل سے ماوراء ، مطالعۂ تمیز ہے ۔ اور خدا سے ملاقی

خداکردن بجان عزیز است۔

اکثر بعضی طالب از معنی ہوائی گویند کہ نماز نفل گزاردن کار بیوہ زنان است و روزہ نفل داشتن صرفۂ نان است و حج رفتن تماشۂ سیر جہان است۔ دل بدست آوردن کار مردان است۔ و این فقیرؒ میگوید کہ دل بدست آوردن کار ناتمامان است۔ خدای را دیدن و شناختن کار خامان است۔ و از خود فانی شدن و باعین رسیدن و باعینہ عین غرق فی التوحید کار مردان است و دیدن خدای تعالیٰ را بعضی را مرتبۂ احوال و بعضی را مرتبۂ انتقال و بعضی را مرتبۂ وصال و عالم باللہ عاشق واصل ولی اللہ مشاہدہ باتوفیق و دیدن فنا در بقا، تحقیق جمعیت بخش غرق با جمال کہ لاسلب ولازوال است۔ گاہی سلب نشود۔

یکی از تصور اسم اللہ ذات کہ مرتبۂ انوار دیدار حضور است۔

دوم علم دعوت کہ شہسوار قبور است و دیگر بر طالب فرض عین است۔ اوّل طلب علم کند و بعد از ان طلب مولیٰ۔ مراتب اعلیٰ اولیٰ حضرت علم میفرماید:۔

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ[1] وتو فہمیدہ ای فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ ط

کہ نیز بر طالب فرض عین است کہ ہر صبح و شام پیش حضرت شریعت عرض کند، آنچہ شریعت فرماید، بردارد، از آنچہ شریعت منع کند، بگذارد۔ شریعت، قرآن مخالف نفس، دنیا، شیطان و یا آنکہ شریعت آنست قدم بر قدم محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خود را در باطن مجلس محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم برساند۔ دوام با حضور در مجلس باند و روئی از دین محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نگرداند۔ این شریعت محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ظاہر قدم باتوفیق استقامت۔

[1] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۵۰

ہونا جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

اکثر بعض طالب نفسانی خواہشات کے تحت کہتے ہیں کہ (ہر چند) نوافل نمازیں ادا کر لینا بیوہ عورتوں کا کام ہے، اور نفلی روزہ رکھنا (گویا) روٹیوں کی بچت ہے۔ اور حج پر جانا جہان کی سیر و تفریح ہے۔ دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لانا (ہمدردی کرنا) مردوں کا کام ہے۔ مگر یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ دلوں کو قبضے میں لانا ناتمام لوگوں کا کام ہے۔ (اور اسی طرح) دنیا جہان کا سفر کرنا اور اس کا پہچاننا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور اپنے آپ میں فنا ہونا اور باعین پہنچنا اور عین بعین توحید ذات میں غرق ہونا مردوں کا کام ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو دیکھنا بعضوں کے نزدیک مرتبۂ احوال ہے اور بعضوں کے نزدیک مرتبۂ انتقال اور بعضوں کے نزدیک مرتبۂ وصال ہے۔ اور عالم باللہ اور عاشق واصل ولی اللہ توفیق الٰہی کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے اور فنا کو بقا میں دیکھتا ہے۔ یہ حقیقی امر ہے کہ جمعیت کا تعلق جمال الٰہی میں غرق ہونا ہے، جسے سلب نہیں کیا جا سکتا اور جو لازوال چیز ہے اور یہ کبھی بھی سلب نہیں ہوتی۔ ایک اور چیز تصوّر اسم اللہ ذات ہے، جو کہ انوار دیدار الٰہی کا مرتبہ ہے۔

دوسرا علم دعوت ہے، جسے قبروں کی شہسواری کہتے ہیں۔ نیز طالب کے لیے فرض عین ہے کہ وہ پہلے علم حاصل کرے اور بعد میں مولیٰ کی طلب کرے۔ اعلیٰ اور اولیٰ مراتب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"اللہ تعالیٰ کی جانب بھاگو"۔ لیکن تُو نے یہ سمجھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے بھاگو"۔ (یہی انسان کی نادانی ہے)

نیز طالب صادق پر فرض عین ہے کہ وہ ہر صبح و شام شریعت کی پیروی کرے۔ اور جو کچھ شریعت حکم دے، اسے لے اور جس سے شریعت منع کرے، چھوڑ دے۔ شریعت اور قرآن کے خلاف نفس، دنیا اور شیطان ہے۔ اور یا دوسرے معنوں میں شریعت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سختی سے متابعت کرے اور اپنے آپ کو باطن میں مجلس محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچائے۔ اور ہمیشہ مجلس میں حضوری میں رہے۔ اور دین محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کسی حال میں بھی سرتابی نہ کرے۔ یہ شریعت محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ظاہری طور پر توفیق الٰہی کے ساتھ استقامت

قولہٗ تعالیٰ :-

نَسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ[1] تا روزِ قیامت ۔

دوّم از تحقیق ہدایت ازلی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم طریق وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ[2] بیرون برآید، از ہوا۔ عالم باللہ باخدا سلامت ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[3] ؕ

علم ہدایت شریعت را دو گواہ است کہ ہر دو ارکان ایمان رفیق ہمراہ است ۔

یکی ظاہر اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ ، دوّم تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ ۔ اقرار چیست؟ و تصدیق کرا گویند؟ آنست اقرار کہ گاہی از اقرار نخورد فرار۔ بر زبان اُو ورد استغفار۔ و اقرار نیز دو گواہ است ، اکل الحلال و صدق المقال کہ این مرتبہ از مطالعۂ علم ظاہر تحقیق است ۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ[4] ؕ یاد باید کرد ۔

و تصدیق را نیز دو گواہ است ۔

یکی برآمدن از کدورت مردہ دل سیاہ ، کینہ ، نفاق ، زوال ۔

دوّم : در آمدن بمشاہدہ حضوری وصال ، معرفت توحید قرب اللہ و یکدم جدا نبود از مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ باطن توفیق است ۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ[5] ؕ

ہر کہ از ارکان ایمان این چہار گواہ ندارد ، از شریعت مسلمانی راہ ندارد ۔ مرتبۂ

[1] سورہ ہود ، ۱۱ : ۱۱۲ [2] سورہ الحجر ، ۱۵ : ۲۹ [3] سورہ طٰہٰ ، ۲۰ : ۴۷

[4] سورہ البقرہ ، ۲ : ۴۰ [5] سورہ ہود ، ۱۱ : ۸۸

کے ساتھ قدم رکھنا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

" پس جس طرح تجھے حکم دیا گیا (روزِ قیامت تک) اسی پر قائم رہ "۔

دوم (طریقِ تحقیق سے ہدایتِ ازلی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم " اور اس میں مَیں نے اپنی روح پھونکی" حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ ہوا و ہوس سے باہر نکل آتا ہے۔ عالم باللہ خدا کی یاد کے ساتھ مشغول رہنے سے سلامت رہتا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

" اور جس شخص نے ہدایت کی پیروی کی، اس کے لیے سلامتی ہے "۔

علمِ ہدایت اور شریعت کے دو گواہ ہیں ، کیونکہ یہ دونوں ارکانِ ایمان کے ساتھی اور ہمراہی ہیں ، ایک تو ظاہراً طور پر زبان سے (ایمان کا) اقرار کرنا اور دوسرے دل سے اس کی تصدیق کرنا ۔

اقرار کیا ہے اور تصدیق کسے کہتے ہیں ؟

اقرار یہ ہے کہ اقرار سے کبھی بھی فرار اختیار نہ کرے۔ اس کی زبان پر توبہ کا ورد جاری رہے۔ اور اقرار کے بھی دو گواہ ہیں ۔ (۱) حلال روزی کھانا ۔ (۲) اور سچ بولنا کیونکہ یہ مرتبہ علمِ ظاہر کے مطالعہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور تم میرا اقرار پورا کرو ، تو میں تمہارا اقرار پورا کروں گا " یاد کرنا چاہیے ۔

اور تصدیق کے بھی دو گواہ ہیں ۔ ایک تو سیاہ مردہ دل سے کدورت ، کینہ ، نفاق اور زوال کو خارج کرنا ۔ دوسرے وصالِ حضوری کے مشاہدہ میں داخل ہونا اور توحید قربِ اللہ کی معرفت حاصل کرنا اور ایک لحظہ کے لیے بھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جُدا نہ ہونا ، کیونکہ باطن ہی اس کی توفیق دیتا ہے ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

" اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی بن آتا ہے "۔

جو کوئی ایمان کے ارکان سے یہ چار گواہ نہیں رکھتا ۔ تو وہ شریعتِ مسلمانی کی راہ نہیں

اقرار در حیرت پریشان است و اہل تصدیق باعیان جمعیت بقرب رحمٰن است، روشنضمیر برنفس امیر و اقرار رسم رسوم تقلید است۔ و تصدیق علم حیّ و قیّوم، کلید توحید است۔ اہل اقرار تقلید ہرگز بمعرفت اللہ نکند حاصل و با توحید نرسد و نشود واصل بجز تصدیق ہرکہ مطالعۂ علم اقرار سبق خواند، تمام تصرّف در قید علم حجاب مطالعہ ماند و ہرکہ از مطالعۂ علم تصدیق لوح ضمیر بموافق لوح محفوظ سبق خواند، بی حجاب اللہ خود او را بحضور رساند و دوام بحضور ماند۔ بر عالم اقرار فرض عین است کہ از عالم تصدیق مرشد کامل طلب مولیٰ کند کہ یکبارگی پردۂ حجاب بکشاید۔ وبحضوری برود ولایحتاج بود۔

بیت

ہر مقامی از شریعت یافتم پیشوای خود شریعت ساختم

شریعت قرآن است کہ در قید قرآن ہر دو جہان است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [1]

اینست مراتب حق الیقین۔ دیگر بر طالب فرض عین است کہ از مرشد ہفت علم از ہر یک آیۃ قرآن طلب کند کہ جمعیت مطلوب است۔

اوّل: علم دعوت تکسیر۔

دوم: علم روشنضمیر۔

سیوم: علم باتصور تاثیر۔

چہارم: علم تصرّف کیمیا اکسیر۔

پنجم: علم باتوجہ بدست آوردن سنگ پارس کہ گنج بیشمار عالمگیر۔

ششم: علم فنا فی اللہ فقیر۔

[1] سورۃ الانعام، ۶: ۵۹

رکھتا۔ اقرار کا مرتبہ حیرت و پریشانی میں ہے۔ اور اہل تصدیق کی واضح تسکین خاطر قرب رحمٰن میں ہے۔ اہل تصدیق روشنضمیر اور اپنے نفس پر غالب ہیں اور اقرار (محض) تقلیدی رسم و رسوم کا نام ہے اور تصدیق علم حیّ و قیّوم اور توحید کی چابی ہے تقلیدی اہل اقرار ہرگز معرفت الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا اور توحید کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور تصدیق کے بغیر واصل باللہ نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی علم اقرار کے سبق کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو تمام تصرّف علم حجاب کے مطالعہ کی قید میں رہتے ہیں اور جو کوئی لوح ضمیر کا سبق لوح محفوظ کے مطابق علم تصدیق کے مطالعہ سے پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود اس کو بے حجاب حضوری میں پہنچاتا ہے اور وہ ہمیشہ حضوری میں رہتا ہے۔ عالم پر اقرار فرض عین ہے، کیونکہ عالم سے مرشد کامل طلب مولیٰ کی تصدیق کرتا ہے، جو فوری طور پر حجاب کا پردہ چاک کر دیتا ہے اور حضوری میں چلا جاتا ہے اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

بیت

میں نے ہر مقام شریعت کے ذریعے حاصل کیا۔ اور شریعت کو اپنا رہبر بنایا۔

شریعت قرآن ہے، کیونکہ دونوں جہان قرآن پاک کی قید میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز، مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔"

یہ ہیں حق الیقین کے مراتب۔ نیز طالب کے لیے عین فرض ہے کہ وہ مرشد سے قرآن پاک کی ہر آیت سے سات علم طلب کرے، کیونکہ اُسے جمعیت مطلوب ہے۔

اوّل علم: دعوت تکسیر۔

دوم علم: روشنضمیر۔

تیسرا علم: باتصور تاثیر۔

چوتھا علم: تصرّف کیمیا اکسیر۔

پانچواں علم: توجہ کے ساتھ سنگ پارس کو حاصل کرنا کہ اس سے بیشمار عالمگیر خزانہ ہاتھ لگے گا۔

چھٹا علم: فنا فی اللہ فقیر۔

ہفتم؛ علم بر کل وجز غالب امیر دریابد ازین آیتہ کریمہ تفسیر۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [1]

علماء عالم باللہ وفقیر اولیاء اللہ کہ زبان بخواند، لب بکشاید و ہفت گنج طالب را بنماید کہ طالب را از دنیا دل سرد شود۔

بیت

طالب وصل شدن غایت کوتاہ نظریست — دوست در دل چون مقیم است چہ ہجران چہ وصال

دل از دنیا سیر سرد در طریقت طالبان مرد کہ آنرا بانظر برابر است خاک وسیم زر۔ این نیز عطا از مرشد کامل است۔ ہر مرشد فرض عین است کہ اول طالب اللہ را حواس ظاہر بستہ گرداند و حواس باطن بکشاید و بحضور برساند، تا احتیاج ذکر فکر نماند ہر کہ ظاہر چہار مرغ را ذبح کند با توفیق، ہر آنکس باطن برسد تحقیق، خروس شہوت، طاؤس زینت، کبوتر ہوا، زاغ حرص، چنانکہ با اربع عناصر چہار نفس است۔

بیت

چہار بودم سہ شدم اکنون دویم — وز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

این ہمہ کار خامانست وطالب احمق کہ قدر دولت معرفت نداند۔ باز برگشتی از ناتمامست۔

بیت

منصب دیدار بخشش از خدا — مانعی حاسد چرا شد از لقاء

[1] سورہ البقرہ ۲: ۳۱

ساتواں علم: اس آیت کریمہ کی تفسیر سے وہ تمام کل وجز پر غالب آجائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور آدم کو اُن سب کے نام سکھائے"۔

علماء عالم باللہ اور فقیر اولیاء اللہ جو زبان سے پڑھتا ہے اور لب کھولتا ہے اور طالب کو سات خزانوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ تو اس سے طالب کا دل دنیا سے سرد اور سیر ہو جاتا ہے۔

بیت

(ایسی حالت میں) وصل کا طالب ہونا طالب کی غایت کوتاہ نظری ہے، جب دل میں محبوب مقیم ہے، تو پھر ہجر اور وصال کی کیا حقیقت ہے؟

طریقت میں وہ مرد طالبان جن کی نگاہ میں خاک اور سیم وزر برابر ہے۔ اُن کا دل دنیا سے سرد اور سیر ہو جاتا ہے۔ یہ بھی مرشد کامل کی جانب سے عطائے الٰہی ہے۔ مرشد پر فرض عین ہے کہ پہلے طالب اللہ کے ظاہری حواس بند کر دے اور اس کے باطنی حواس کھول دے اور اسے حضوری میں پہنچا دے تاکہ اُسے ذکر فکر کی احتیاج نہ رہے۔ جو کوئی توفیق الٰہی سے ان ظاہری چار پرندوں شہوت کے مرغ، زینت کے مور، ہوا و ہوس کے کبوتر اور حرص کے کوّے کو ذبح کرتا ہے، وہ واقعتاً باطن تک پہنچ جاتا ہے۔ ان اربع عناصر سے مراد چار نفس ہیں۔

بیت

پہلے میں چار تھا، پھر تین ہوا، اور اب دو ہو گیا ہوں۔ (اور اب) دوئی سے گزر کر یکتا ہو گیا ہوں۔

یہ سب خام لوگوں کے کام ہیں اور احمق طالب، جو معرفت الٰہی کی قدر وقیمت نہیں جانتا، وہ پھر برگشتہ ہو گیا ہے اور وہ ناپختہ لوگوں میں سے ہے۔

بیت

دیدار کا منصب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش ہے۔ حاسد لقائے الٰہی میں کیوں مانع ہوا؟

پس معلوم شد کہ گنج بی مار نیست وگل بی خار نیست ۔

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ لَازِمٌ دِیَتُهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ[1]

بیت

دیتی دادی مرا دیدن لقاء — عاشقان بینند بہ دیدارش خدا

ہرکہ بایں مرتبہ رسید، ہمون داند ومردم نارسیدہ در حیرت وعبرت ماند ۔

حدیث قدسی

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَةٌ وَّفِی الْمُضْغَةِ فُؤَادٌ وَّفِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَّ فِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَّفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَّفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَّفِی الْخَفِیِّ اَنَاء[2]

○

ہرکہ در انا صاحب نظر دولت در خانہ نہ بیند کور تر ۔ اہل دور را کلام پیغام و اہل حضور را مشاہدہ جمعیت بخش تمام ۔ عاشق را موت مرہم جان است کہ بخشندہ حیاتی با وصال جاودان است کہ عاشق بر تن لباس ایمان پوشد ۔ عامل مسلم بی ریا در عمل

---

[1] نقل از فوائد المرغوب تبریزیؒ ۔

[2] حدیث قدسی ۔

پس معلوم ہوا کہ خزانہ بغیر سانپ کے نہیں ہوتا ہے اور پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا ہے۔

حدیث قدسی

"جس نے مجھے طلب کیا، اس نے مجھے پالیا، اور جس نے مجھے پالیا، اس نے میری معرفت حاصل کرلی اور جس نے میری معرفت حاصل کرلی، اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا، وہ میرا عاشق ہوگیا۔ اور جو میرے عشق میں محو و مستغرق ہوا، گویا میں نے اسے قتل کیا، اور جس کو میں نے قتل کیا، اس کا خونبہا مجھ پر لازم ہے اور پس میں اسکا خونبہا ہو جاتا ہوں۔"
(یعنی میں خود اس کا ہو جاتا ہوں)

بیت

اپنی لقا دیکھنے کے لیے تو نے مجھے دیت دی۔ عاشق لوگ خدا کے دیدار کو دیکھتے ہیں۔

جو کوئی اس مرتبہ پر پہنچا، وہی جانتا ہے۔ اور خام و ناپختہ شخص حیرت و عبرت میں رہتا ہے۔

حدیث قدسی

"تحقیق انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور اس ٹکڑے میں فواد ہے اور فواد میں قلب ہے اور قلب میں روح ہے اور روح میں سر ہے اور سر میں خفی ہے اور خفی میں انا ہے۔" (اس حدیث قدسی میں قلب کے مقامات ذکر بیان کئے گئے ہیں)۔

جو صاحب نظر انا میں اپنے گھر میں فراخی نہیں دیکھتا، وہ زیادہ اندھا ہے۔ اہل دور کو کلام کا پیغام پہنچتا ہے اور اہل حضور کا مشاہدہ پوری طرح تسکین بخشتا ہے۔ عاشق کے لیے موت بمنزلہ مرہم جان ہے، جو ہمیشہ کے لیے حیات باوصال بخشنے والی ہے، کیونکہ عاشق جسم پر ایمان کا لباس پہنتا ہے۔ بے ریا عامل مسلمان ایمان کے عمل میں کوشش کرتا

ایمان کو شد۔ ایمان خود را بہ درم دنیا نہ فروشد۔ مرشد نام واصل و نام جمعیت جمع کردن مجموعہ مطالب حاصل ۔ نہ مرشد واصل و طالب بی حاصل ۔ طالب گاؤ عصار و مرشد حماقت شعار ۔

مُرشد کامل کہ دوام حضور بحق قریب ، گنج دولت طالب را ہر روز کند نصیب ۔ یک توجہؑ کامل را در باب طالب با مطالب چنان بتمامیت ختم رساند کہ تا روز قیامت از آن توجہ باز نماند ۔ ارشاد تلقین کامل مثل محک است کہ طالب کاذب تحقیق کند کہ چنانچہ تحقیق کردہ شود سیم و زر در آتش ۔ طالب را با صدق تصدیق و طالب کاذب زندیق ۔ طالب صادق لایق معرفت وصال و طالب کاذب در وسوسہ خطرات زوال ۔ طالب صادق را یقین مثل کوہ است نہ جنبد نہ لرزد ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ[1] اعتبار وسیلہ دیدار است ۔

بدانکہ ای عزیز من ! ہفتاد ہزار زنار است کہ ظاہر بنفس ہوا و باطن شیطان ، عجب ، کبر ، ریا ۔ در ہر مقامات طالب اللہ را مرتبۂ انا میشود نازل ، اگرچہ در علم صاحب تحصیل باشد ۔ عالم فاضل کہ اوّل انا باز گرداند ۔ از مرشد ہم جلیس و میسر ساند ۔ مصاحب است ابلیس انا ہمہ مرتبۂ زوال عالم جہال کہ باز دارد از معرفت اللہ وصال ، توجہؑ کامل نظر رہبر اللہ حضور ، با توجہؑ نظر کہ طالب اللہ نرسد حضور ، آں طالب را مرشد نظر نامنظور ۔

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۶۵

ہے۔ وہ اپنے ایمان کو درم دنیا کے بدلے نہیں بیچتا ہے۔ واصل باخدا کا نام مرشد ہے۔ اور جمعیت تمام مطالب کے مجموعہ کو حاصل کرنے کا نام ہے۔ (اس زمانہ میں) کوئی مرشد واصل نہیں ہے اور طالب سب بے حاصل ہے۔ طالب گدھے اور بیل ہیں اور مرشد حماقت شعار ہیں۔

مرشد کامل جو ہمیشہ حضورِ الٰہی کے قرب میں رہتا ہے، طالب کو ہر روز گنج دولت نصیب کراتا ہے۔ کامل کی ایک توجہ طالب کے حق میں مطالب کے ساتھ اس طرح تمامیت کے درجہ تک پہنچاتی ہے کہ روزِ قیامت تک اس توجہ سے وہ باز نہیں رہتا۔ کامل مرشد کی تلقین ارشاد کسوٹی کی مانند ہے کہ جھوٹا طالب تحقیق ہی کرتا رہتا ہے، جیسا کہ سونے اور چاندی کو آگ میں ڈال کر پرکھا جاتا ہے۔ طالب صدق و تصدیق کیساتھ رہتا ہے اور جھوٹا طالب زندیق ہوتا ہے۔ طالب صادق وصال معرفت کے لائق ہوتا ہے اور جھوٹا طالب وسوسہ اور زوال خطرات میں ہوتا ہے۔ طالب صادق کا یقین پہاڑ کی مانند ہوتا ہے، جو نہ حرکت کرتا ہے اور نہ ہی لرزتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور کچھ لوگ اللہ کے سوا (اس کے) ہمسر بنا لیتے ہیں، کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں۔ اور جو ایمان والے ہیں، وہ تو اللہ ہی سے شدید محبت رکھتے ہیں"۔ اعتبار دیدار کا وسیلہ ہے۔

اے میرے عزیز ! (اچھی طرح) جان لے کہ ستر ہزار زنار ہیں، جن کا تعلق ظاہر میں نفس و ہوا سے ہے اور باطن میں شیطان، خود پسندی، کبر اور ریا سے ہے۔ ہر مقام میں طالب اللہ پر انا کا مرتبہ نازل ہوتا ہے، اگرچہ علم میں وہ صاحب تحصیل ہوتا ہے۔ جو عالم فاضل شروع ہی میں انا کو اپنا لیتا ہے۔ وہ مرشد کا ہم نشین ہوتا ہے اور وہ اسے منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ انا کا مصاحب ابلیس ہوتا ہے، جو تمام کا تمام عالم جہالت کا مرتبۂ زوال ہے، جو وصال معرفت الٰہی سے باز رکھتا ہے۔ رہبر کی کامل توجہ اور نظر سے اللہ تعالیٰ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ توجہ نظر کے ساتھ جو طالب اللہ حضوری میں نہیں پہنچتا، وہ مرشد کی نظر میں نامنظور ہو جاتا ہے۔

ابیات

دم کہ وز دم می کشاید راز راہ   دم کہ از دم می برآید شد بقا
آن طی کند کونین را دیدار بین   در عاشقان عارف صفت حق الیقین

مرتبۂ فقر ہر آنکس رسد کہ با چہار مقام عاشق ترک و با چہار تصرف مطالعہ بچہار کتاب لوح محفوظ ورق و چہار مقام معشوق غرق۔ ہر کہ ازین ہشت مقام عاشقی و معشوقی برآید و در مراتب محبوب درآید، مثل آفتاب صورت ہمہ جا حضور نماید۔ اینست مراتب فنا فی اللہ بی حجاب اللہ درآید۔ ابتدا شوق شفق مشرف المکان با تمکین اشرف۔ کل و جزء علم علوم او یک حرف در نظر مطالعہ۔

حدیث قدسی

عِبَادِیَ الَّذِیْنَ قُلُوْبُهُمْ عَرْشِیَةٌ وَّاَبْدَانُهُمْ وَحْشِیَةٌ وَهِمَّتُهُمْ سَمَاوِیَةٌ ثَمَرَةُ الْحُبَّةِ فِیْ قُلُوْبُهُمْ مُقَدَّسَةٌ وَخَاطِرُهُمْ بَیْنَ الْخَلْقِ جَاسُوْسَةٌ سَمَاءٌ سَقْفُهُمْ وَالْاَرْضَ بِسَاطُهُمْ وَعَلَّمَ اَنِیْسُهُمْ وَرَبِّ جَلِیْسُهُمْ[1] ط

حدیث قدسی

عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اِیْجَادُهُمْ فِی الدُّنْیَا کَمَثَلِ الْمَطَرِ اِذَا اُنْزِلَ فِی الْبَرِّ نَبَتَ الْبَرُّ وَاِذَا اُنْزِلَ فِی الْبَحْرِ خَرَجَ الدُّرَرُ[2] ط

این ہمہ شرح صاحب قلب نور دوام فقر حضور است۔

[1] حدیث قدسی [2] حدیث قدسی

ابیات

دم اور دم سے ہی راہ راز الٰہی کھلتا ہے۔ دم جو دم سے ہی باہر آتا ہے، وہ بقا ہو جاتا ہے۔

وہ دیدار بین دونوں جہانوں کو عبور کر جاتا ہے۔ وہ عاشقوں میں عارف صفت اور حق الیقین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہر وہ شخص فقر کے مرتبہ پر پہنچتا ہے، جو چار مقاموں کے ساتھ عاشق ترک ہو، اور چار تصرفوں کے ساتھ لوح محفوظ کی چار کتابوں کے اوراق کا مطالعہ کرتا ہو۔ اور چار مقام کے ساتھ معشوق میں مستغرق ہو۔ جو کوئی عاشقی اور معشوقی کے ان آٹھ مقاموں سے باہر آگیا ہو، وہ محبوبیت کے مراتب میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور آفتاب کی صورت کی طرح تمام جگہ موجود دکھائی دیتا ہے۔ یہ ہیں فنا فی اللہ کے مراتب اور فقیر بے حجاب حضوری میں داخل ہوتا ہے۔ شوق و شفقت کی ابتدا، اس کا بلند مرتبہ اور اس کی بزرگی اور آبرو ہے۔ اس کے علم و علوم کا کل و جزء گویا ایک حرف ہے، جو اس کی نگاہ مطالعہ میں رہتا ہے۔

حدیث قدسی

"اس کے بندوں کے دل عرش ہیں اور ان کے جسم ان کے لیے دل تنگی کا باعث، ان کا ارادہ آسمانی پھل ہے، ان کے قلوب میں مقدس محبت ہے۔ ان کے دل مخلوق کے حالات سے واقف ہیں۔ آسمان ان کے لیے چھت اور زمین ان کے لیے فرش ہے۔ اور ان کو علم اس محبوب (حقیقی) سے حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہے۔"

حدیث قدسی

"میرے بندے وہ بھی ہیں، جن کا وجود دنیا میں بارش کے مانند ہے۔ (وہ بارش) جب (خشک) زمین پر برسائی جاتی ہے، تو زمین سے سبزہ اگتا ہے۔ جب وہ سمندر پر برسائی جاتی ہے، تو موتی نکلتے ہیں۔"

یہ تمام تفصیل اس فقیر کی ہے، جسے حضوری حاصل ہو اور جس کا قلب ہمیشہ پُر نور

سویم اسمار الحسنیٰ نو د و نہ نام باری تعالیٰ۔

چہارم کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پنجم: نماز۔

ششم: حرم کعبۃ اللہ داخل شدن۔

ہفتم: روضۂ مبارک محمد رسول اللہ

ہشتم: اگرد دل کہ میدان لامکان۔

ہرکہ درین ہشت علم بردن دیدار پروردگار از مشق وجودیہ با استغراق از شش جہات برآید و در لاہوت لامکان در آید صورت مثل بی مثال مثل بستہ نتواند۔ و آنچہ در حضوری نفس، حدیث خواند جملہ یاد بماند۔ این مرتبہ الیست مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1]

بیت

با مشق معراج است دیدار خدا　　در مشق وحدت گردد لقا

شرح دیدن دیدار پروردگار و بحکم قرآن کلام خدا روا۔ بدانکہ کونین در طی قرآن است و قرآن، نفس، حدیث، در طی سورۂ فاتحہ و سورۂ فاتحہ در طی تسمیۂ بسم اللہ است و بسم اللہ در طی اسم اللہ ذات است۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان　　کہ میگردد الف در بسم پنہان

و اسم اللہ در طی کلمۂ طیب است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ و کلمۂ طیب در طی نور ایمان است و ایمان در طی مسطور است۔ تحریر مرقوم در قلب است۔

[1] کتاب شرح برزخ

سوم: باری تعالیٰ کے ننانوے اسمار الحسنیٰ۔

چہارم: کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

پنجم: نماز۔

ششم: حرم کعبۃ اللہ میں داخل ہونا۔

ہفتم: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری دینا۔

ہشتم: میدان لامکان یعنی اپنے دل کے گرد چکر لگانا۔ جو شخص ان آٹھ علموں کو دیدار پروردگار کے لیے بروئے کار لاکر مشق وجودیہ سے استغراق کے ساتھ چھٹوں جہات سے باہر آتا ہے اور لاہوت لامکان میں داخل ہوتا ہے، وہ بے مثال مثل کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اور جو کچھ حضوری میں نفس، آیات قرآنی اور حدیث پڑھتا ہے، اُسے تمام یاد رہتا ہے۔ یہ مراتب ہیں اس شخص کے جو "مرنے سے پہلے مرچکا" ہو۔

بیت

مشق کے ساتھ دیدار خدا معراج ہے۔ مشق میں وحدت کی لقا ہو جاتی ہے۔

دیدار پروردگار کی تفصیل اور کلام خدا یعنی قرآن کے احکام کی پابندی روا ہے، تو جان لے کہ دونوں جہان قرآن کی طے میں ہیں۔ اور قرآن، نفس اور حدیث سورۂ فاتحہ کی طے میں آجاتے ہیں۔ اور سورۂ فاتحہ بسم اللہ کی تسمیہ کے طے میں ہے۔ اور بسم اللہ اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔

بیت

اپنے جسم کو اسم اللہ ذات میں اس طرح پنہاں کر دے کہ جس طرح بسم اللہ میں الف پوشیدہ ہوتا ہے۔

اور اسم اللہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی طے میں ہے اور کلمۂ طیب نور ایمان کی طے میں ہے۔ اور ایمان مسطور کی طے میں ہے اور مرقوم تحریر قلب میں ہے۔

أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ[1]

کہ قلب وسیع از عرش، کرسی، لوح و قلم و قلب وسیع از ازل تا ابد۔ دنیا عقبیٰ کہ ولایت ملک قلب عظیم۔ ہر کہ در میدان قلب در آید، جانب کونین نظر کند، بمقدار پر پشہ نماید۔

حدیث

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلٰى أَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ[2]

بیت

دل یکی نظرگاہ ربانی — خانۂ دیو را چہ دل خوانی

قولہ تعالیٰ:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ[3]

مرشد کامل با کلید از آیات علم حاضرات قرآن ہر یک قفل طی بکشاید، در ولایت قلب لاہوت دیدار پروردگار نماید۔ این چنین دیدن در مراقبہ مکاشفہ گوئی مردہ دل از شش جہات بر آید، خود را در لاہوت لامکان بردہ بتوفیق حقایق حق تحقیق از قرب دیدار آوردہ، این چنین بروی مشرف دیدار روا است، نہ از نفس و ہوا است۔

بیت

ہر مراتب رفت بہ ہجر و وصال — شد جمعیت گشت فی اللہ لازوال

[1] سورہ المجادلہ، ۵۸: ۲۲ [2] مشکوٰۃ، فتاویٰ عزیزی [3] سورہ الاحزاب، ۳۳: ۴

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اُن کی مدد اپنے غیب کے فیض سے کی ہے۔"

کیونکہ قلب عرش، کرسی اور لوح و قلم سے بھی وسیع ہے۔ قلب ازل سے ابد تک وسیع ہے۔ دنیا و عقبیٰ سے بھی وسیع ہے۔ قلب ولایت و ملک عظیم ہے۔ جو کوئی میدان قلب میں داخل ہوتا ہے اور دونوں جہان کی طرف نگاہ کرتا ہے، تو دونوں جہان مچھر کے پر کے برابر نظر آتے ہیں۔

حدیث

"بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور (ظاہری) اعمال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

بیت

دل تو اللہ تعالیٰ کی ایک نظرگاہ ہوتا ہے۔ تو شیطان کے گھر کو دل کیسے کہہ سکتا ہے؟۔

باری تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے۔"

مرشد کامل قرآن کے علم حاضرات کی آیات کی چابی سے ہر ایک قفل کو کھول لیتا ہے۔ اور ولایت لاہوت میں قلب سے دیدار پروردگار کراتا ہے۔ اس طرح مراقبہ و مکاشفہ میں دیکھنا گویا مردہ دل شش جہات سے باہر آتا ہے۔ اور خود کو لاہوت لامکان میں لے جا کر توفیق حقائق حق کے ساتھ قرب دیدار کی تحقیق کرتا ہے۔ اس طرح اس کے لیے مشرفِ دیدار ہونا روا ہے۔ یہ نفس و ہوا کی وجہ سے نہیں ہے۔

بیت

اس کے ہجر و وصال سے ہر مراتب حاصل کیے گئے۔ اور اس طرح لازوال جمعیت فی اللہ حاصل ہوگئی۔

پیش قاضی عشق ناظر دعوی مدعی و مدعا علیہ ہر دو حاضر۔ این راہ انصاف بنفس خلاف است نہ در ولاف است۔ این راہ است کہ تا روز قیامت زندہ دلان را بوحدانیت رساند کہ محض توحید است و مُردہ دلان را باز گرداند کہ تقلید است۔ ہر کہ بقا را بفنا رسانید و فنا را از بقا دید، انتہا فقر گنج بخش پروردگار۔ آن را دنیا و کیمیا و اکسیر و سنگ پارس چہ درکار کہ فقیر پارسا را وجود پارس۔ اگر کسی بذکر، فکر، مراقبہ، ریاضت بجثہ نفس کُشد صد سال، ہرگز نہ رسد بمعرفت حضوری اللہ وصال و آنچہ می بیند از وہم خیال و اگر کسی بورد وظایف وجد، قائم اللیل و صائم الدہر، چلہ با مجاہدہ بجثہ و قلب دل کُشد، تمام عمر سالہا سال با کشش کوشش، ہرگز نرسد بمعرفت اللہ وصال کہ در وجود او نفس عالم جہان۔ اگر کسی دعوت دعای سیفی و اسماء خواند و با فقر و فاقہ بجثہ روح خود را از حیوانات باز گرداند۔ سہ صد سال ہرگز نرسد بمعرفت اللہ وصال، آنچہ می بیند از وہم خود ہنوز خام خیال۔ اگر کسی حج رود و زکوٰۃ مال دہد و سر بسجدہ نماز نوافل اشتغال بود و علم مسائل فقہ بر زبان تفسیر، بجثہ دم قال، ہرگز نرسد بمعرفت اللہ وصال۔ آنچہ می بیند خامی احوال خام خیال۔

پس معلوم شد کہ جثہ نفس و جثہ قلب و جثہ دم و جثہ روح، چون ہر چہار جثہ تا نگردد نور، لایق نبود حضور۔ تا آنکہ ہر چہار جثہ بسوخت تصور اسم اللہ ذات مشق وجودیہ نگردد لازوال لایق نبود وصال۔

پس وصال را از کدام علم راہ است و حضوری را از کدام علم گواہ است و قرب را کدام علم بقدرت اللہ رفیق ہمراہ است کہ بیکدم از کلمہ طیب

قاضی عشق کے سامنے ناظر دعویٰ مدعی اور مدعا علیہ ہر دو حاضر ہیں۔ یہ راہ انصاف نفس کے خلاف ہے۔ اور اس میں کوئی شیخی نہیں ہے۔ یہ وہ راہ ہے جو روز قیامت تک زندہ دلوں کو وحدانیت تک پہنچاتی رہے گی، جو کہ محض توحید ہے۔ اور مُردہ دلوں کو واپس لوٹائے گی، کیونکہ یہ تقلید ہے۔ جس نے بقا کو فنا تک پہنچایا۔ اور فنا کو بقا تصور کیا، یہ پروردگار تک پہنچانے کا انتہائی گنج بخش فقر ہے۔ اس فقر کو دنیا، کیمیا، اکسیر اور سنگ پارس سے کیا واسطہ؟ کیونکہ پارسا فقیر کا وجود ہی پارس ہے۔ اگر کوئی آدمی ذکر، فکر، مراقبہ اور ریاضت سے نفس کے وجود کو ختم کر دیتا ہے۔ اور اس میں اس کے سو سال لگ جاتے ہیں، تو بھی اسے معرفت حضوری وصال الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ جو کچھ دیکھتا ہے، وہ وہم و خیال سے دیکھتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ورد وظائف سے وجد میں ہے۔ راتوں کو قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ چلوں اور مجاہدوں کے ساتھ جسم و قلب کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ اور تمام عمر سالہا سال سے کشش و کوشش میں مصروف ہے۔ وہ ہرگز معرفت وصال الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ اس کے وجود میں نفس کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اگر کوئی آدمی دعائے سیفی اور اسماء کی دعوت پڑھتا ہے۔ اور فقر و فاقہ کے ساتھ اور اپنی رُوح کے جسم کو حیوانات (گوشت) سے باز رکھتا ہے، تو بھی وہ تین سو سال تک ہرگز معرفت وصال الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے وہم سے جو کچھ دیکھتا ہے، وہ ابھی اس کی خام خیالی ہے۔ اگر کوئی شخص حج کو جاتا ہے اور مال و زکوٰۃ دیتا ہے اور سر کو سجدہ میں رکھ کر نماز نوافل میں مشغول ہوتا ہے۔ اور زبان پر علم تفسیر اور فقہ کے مسائل لاتا ہے اور حبس دم کرتا ہے، پھر بھی وہ ہرگز معرفت وصال الٰہی تک نہیں پہنچتا۔ وہ جو کچھ خامی احوال کو دیکھتا ہے۔ وہ سب خام خیالی ہے۔

پس معلوم ہُوا کہ جثہ نفس، جثہ قلب، جثہ دم اور جثہ روح جب تک چاروں نُور نہیں ہو جاتے، وہ حضوری کے لائق نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ چاروں جثے تصور اسم اللہ ذات کے مشق وجودیہ سے جل کر لازوال نہیں ہوتے۔ وہ وصال کے لائق نہیں ہو سکتا۔

پس کس علم سے وصال کو راہ ہے اور حضوری کو کس علم سے گواہی ملتی ہے۔ اور کس علم سے اللہ کی قدرت سے قربت کو رفاقت ملتی ہے کہ ایک لحظہ میں کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ از حاضرات کلمۂ طیب معرفت وصال اللہ بکشاید و بریکقدم از اسم اللہ ذات حاضرات بنماید۔ حق است کہ برحق است۔ باحق است حق بر۔ از باطل بدعت استغفار۔ میگوید مصنف :

ای عزیز من! انتہای فقر چیست و فقر کرا گویند۔ فقر از امرہای خدای تعالیٰ۔ امر غالب۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِہٖ ط[1]

آنست فقیر یکہ برکل وجز حاکم امیر۔ آن را جامع گویند مجمل جمیعت نما و جمیع مراتب از جمیعت کشا، فیض بخش، مقرب خدا۔ کہ ظاہر در علم عالم باللہ و باطن حق الیقین اولیاء اللہ۔ اگر کسی مرتبۂ قطب طلب کند، روز اوّل منصب قطب نصیب گرداند۔ و بحضور رساند۔ و اگر کسی مرتبۂ طالبی طلب کند و در مرتبۂ طالبی طاعت بردار گرداند و طالب را بحضور رساند و آنچہ ماسوی اللہ از آن نسیان ماند و اگر کسی مرتبۂ مرشدی طلب کند، بروی مرشد گرداند کہ در آندم مردم را تلقین دہد و بحضور رساند۔

بدین طریق طریقت سی صد و سی مراتب کہ با اعتبار است و بعضی راہنما جیفہ دنیا مردار و بعضی متوجہ بدیدار پروردگار و بعضی تجلیات ذات صفات۔ طالب حق را بمشاہدۂ تجلی حاضر نمیشود تسلی کہ وصال لازوال است۔ ہر مرتبہ کہ سلب رجعت رسد زوال۔ آن مرتبہ ہرگز نہ بود از معرفت وصال۔ پس ہر مراتب بعضی را طیر سیر طبقات است و بعضی را فنا بقا، بحیات ممات است۔ بعضی وجود مثل سیماب است۔ اگر جثہ بجنانند، از یک جثہ جثہ ہای ہزار بیشمار برآید۔ باز در یک جثہ در آید۔ این ناقص مجمل جامع وجود گویند۔ برین مشو مغرور کہ راہ مردان

[1] سورہ یوسف، ۱۲: ۲۱

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے معرفت وصال الٰہی حاصل ہو جائے۔ اور ایک قدم پر اسم اللہ ذات سے حاضرات ظاہر ہو جائیں۔ حق حق کے ساتھ ہے۔ حق حق بر کے ساتھ ہے۔ باطل، بدعت سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ اے میرے عزیز! فقر کی انتہا کیا ہے اور فقر کس کو کہتے ہیں؟ فقر امرھای خدائے تعالیٰ سے ہے۔ فقر امر غالب ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اللہ کا ہر حکم ہر شئے پر غالب ہے"۔

فقیر وہ ہے جو تمام کل و جز پر غالب اور حاکم ہے۔ اس کو جامع اور مجمل جمیعت نما کہتے ہیں اور اس کے تمام مراتب جمیعت کشا، فیض بخش، اور مقرب خدا ہونے کی وجہ سے ہیں۔ کیونکہ وہ ظاہراً طور پر علم میں عالم باللہ اور باطن میں حق الیقین سے اولیا اللہ ہے۔ اگر کوئی آدمی اس سے قطب کا مرتبہ طلب کرے۔ تو وہ روز اوّل ہی قطب کا منصب اس کو نصیب کرا دیتا ہے۔ اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس سے طالبی کا مرتبہ طلب کرتا ہے، تو وہ اس کو طاعت بردار طالبی کا مرتبہ عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اور جو کچھ بھی ماسوائے اللہ ہے، وہ اسے بھول جاتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اس سے مرشدی کا مرتبہ طلب کرتا ہے۔ تو وہ اس کو مرشدی کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے اور وہ اسی گھڑی لوگوں کو تلقین کرنے لگ جاتا ہے اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

اس طریق سے طریقت کے تین سو تیس مراتب ہیں، جو کہ معتبر ہیں۔ بعض راہنما مردار اور گندی دنیا کے طالب ہیں۔ بعض دیدار پروردگار کی طرف متوجہ ہیں اور بعض تجلیات ذات صفات میں محو ہیں۔ طالب حق کو تجلیات کے مشاہدہ کرنے سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ وصال لازوال ہے، ہر وہ مرتبہ جس سے زوال اور سلب و رجعت ہوتی ہو، وہ مرتبہ ہرگز معرفت وصال تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس بعضوں کے ہر مراتب کے لیے طبقات کی طیر سیر ہے اور بعضوں کے لیے فنا بقا ہے اور زندگی ہی میں موت ہے۔ بعض کے وجود پارہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر وہ وجود کو حرکت دیں، تو ایک جثہ سے ہزاروں بے شمار جثے باہر آجاتے ہیں۔ پھر وہ ایک جثہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس ناقص وجود کو مجمل جامع کہتے ہیں۔ اس پر مغرور مت ہو،

بیشتر است قرب اللہ معرفت حضور۔ این مرتبۂ انتقال بعید از معرفت وصال۔

بدانکہ ای عزیز من! طریقت معرفت از دُور کن ایمان یکی اقرار کہ عبودیت راہ طبقات کشاید از ماہ تا ماہی۔ دوّم تصدیق کہ با توفیق ربوبیت کہ راہِ توحیدات از حضوری قرب اللہ می نماید۔

پس عالم چہار است۔

صاحب تحصیل علم لایق ارشاد طلب عالم نفس کہ نفس کہ جامع کثیف بعلم زبان تعلق دارد و عالم قلب جامۂ شریف، بعلم تصدیق تعلق دارد، تصدیق ایمان است کہ در ولایت قلب دفاتر دفتر علم مرقوم کہ آن را شفیق نیز گویند کہ سوداسویدا ہویدا الطیفہ در قلب غیب الغیب سلطان الا دہام دلیل قطعی آور دبرد، در قلب الہام از قرب اللہ حضور کہ پیغام از ایمان نور است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ [1]

سیوم علم عالم دم کہ بر دارد وسوسہ، وہمات، غم۔ چہارم عالم علم روح کہ روح امر است۔ پس معلوم شد کہ نفس چہار لوامہ، ملہمہ، امارہ، مطمئنہ۔ این ہر چہار نفس باین سہ قلب مبدّل گرداند، قلب سلیم، بحق تسلیم، قلب منیب۔ از دل بدر شود وسوسہ شیطان رقیب، قلب شہید غرق فی التوحید و این ہر سہ قلب را باسہ روح حضور رساند۔

روح امین و روح لاحق و روح مقیم و با این ہر سہ روح سہ علم خوانند۔

یک علم نعم البدل کہ محاسبہ دوام بنفس عدل۔

دوّم علم فیض الفضل کہ برآید از جمیع خطرات خلل۔

[1] سورہ المجادلہ، ۵۸: ۲۲

کیونکہ مردانِ خدا کا راستہ قرب حضور معرفت الٰہی سے بلند ہے۔ انتقال کا یہ مرتبہ معرفت وصالِ الٰہی سے بعید ہے۔

اے میرے عزیز! (اچھی طرح) جان لے کہ ایک اقرارِ ایمان کو طریقت معرفت سے دور کر دیتا ہے، کیونکہ عبودیت ماہ سے ماہی تک طبقات کی راہ کھول دیتی ہے۔ دوم تصدیق جو ربوبیت کی توفیق سے توحیدات کی راہ قرب اللہ کی حضوری سے دکھاتی ہے۔

پس عالم چار ہیں:۔

صاحب تحصیل علم جو عالم نفس کے طلب کے لائق ارشاد ہے، کیونکہ نفس کثافت کا مجموعہ ہے، جو کہ علم زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور عالم قلب پاکیزہ جامہ ہے، جو علم تصدیق سے تعلق رکھتا ہے۔ تصدیق ایمان ہے، جو ولایت قلب میں علم مرقوم کے دفتر دفاتر کا کام کرتا ہے۔ اس کو شفیق بھی کہتے ہیں، جو سیاہی مائل قلب میں لطیفہ عیاں ہے اور وہ غیب الغیب سلطان الوہم دلیل قطعی کے طور پر آتا جاتا ہے۔ وہ گویا قلب میں حضور قرب الٰہی سے پیغام الہام ہے، جو کہ ایمان نور سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

”یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں میں ہم نے نورِ ایمان لکھ دیا ہے۔“

سوم علم عالم دم ہے، جو وسوسوں، وہموں اور غموں کو دُور کر دیتا ہے۔ چہارم عالم علم روح ہے، اور روح امر ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ نفس چار قسم کے ہیں: لوامہ، ملہمہ، امارہ، اور مطمئنہ۔ یہ چاروں نفس ان تین قسم کے قلب سے بدل جاتے ہیں۔ قلب سلیم، بحق تسلیم، اور قلب منیب۔ دل سے وسوسہ اور دشمن شیطان نکل جاتے ہیں۔ قلب شہید توحید الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے اور ان تینوں قسم کے قلب کو تینوں قسم کے روح کے ساتھ حضور میں پہنچا دیتا ہے۔

(تین قسم کے روح یہ ہیں) روح امین، روح لاحق، اور روح مقیم اور ان ہر تین اقسام روح کے ساتھ تین علم پڑھتے ہیں۔

ایک علم نعم البدل ہے کہ اس سے نفس کے ساتھ عدل کے ساتھ ہمیشہ محاسبہ کرنا ہوتا ہے۔

دوم علم فیض الفضل ہے کہ جس سے تمام خطرات وخلل سے عہدہ برآ ہونا ہوتا ہے۔

سیوم علم ہدایت الازل کہ جمیع گنج تصرّف در آید عمل۔

و این ہر سہ تصوّر تعلّق دارد تصوّر طریق کہ بطیر سیر گرداند۔ تصوّر توفیق ہر جاکہ خواہد برساند۔ تصوّر تحقیق ظاہر باطن تماشہ کونین در قید قبض اُو بماند۔

المطلب آنکہ بر فقیر لازم است، بلکہ فرض عین کہ ظاہر علم از علماء خواند تفسیر و از علم باطن علماء را در مجلس محمدیؐ رساند روشن ضمیر۔ و از علماء علم خواند، قل ہو اللّٰہ و علماء را فقیر از علم باطن معرفت رساند فنا فی اللّٰہ۔ این است مراتب علیین عالم باللّٰہ۔

و سہ مرتبہ عظیم است باعظمت:۔

اوّل مرتبۂ بادشاہ ظلّ اللّٰہ۔

دوم مرتبۂ فقیر اولیاء اللّٰہ۔

سیوم مرتبۂ علماء عالم باللّٰہ۔

و ہر سہ را سہ چیز مشکل:۔

اوّل مشکل آنکہ بادشاہی ترک دہد و اختیار کند معرفت فقر الٰہی۔

دوم مشکل آنکہ فقیر ترک دہد قرب معرفت الٰہی و اختیار کند مسند بادشاہی۔

سیوم مشکل آنکہ عالم ترک دہد مطالعۂ علم، قیل و قال و غرق فی التوحید شود بحضوری معرفت وصال۔

فقیر کامل آنست کہ این شش مراتب بر طالب اللّٰہ عطا کند۔

ابیات

علم یک حرف است زان بنوی شرف   مرقوم بی کاغذ سیاہی حق طرف

سوم علم ہدایت الازل ہے کہ تمام خزانوں کا تصرّف عمل میں آتا ہے۔

اور یہ تینوں تصوّر طریق کے تصوّر سے تعلّق رکھتے ہیں، جو طیر سیر کراتا ہے۔ توفیق کا تصوّر جس جگہ چاہتا ہے، پہنچاتا ہے۔ تصوّر تحقیق سے ظاہر و باطن دونوں جہان کا تماشہ اس کے قبضۂ قدرت میں رہتا ہے۔

الغرض یہ کہ فقیر پر لازم ہے، بلکہ عین فرض ہے کہ ظاہری علم کی تفسیر علماء سے پڑھے، اور فقیر روشن ضمیر علم باطن سے علماء کو مجلس محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچائے۔ اور علماء سے قل ہو اللّٰہ کا علم پڑھے، اور علماء کو فقیر علم باطن سے معرفت فنا فی اللّٰہ تک پہنچائے۔ یہ ہیں عالم باللّٰہ علیین کے مراتب۔

اور تین باعظمت مراتب عظیم یہ ہیں:۔

اوّل: بادشاہ ظلّ اللّٰہ کا مرتبہ۔

دوم: فقیر اولیاء اللّٰہ کا مرتبہ۔

سوم: علماء عالم باللّٰہ کا مرتبہ۔

اور ان تینوں کے لیے تین چیزیں مشکل ہیں:۔

اوّل: مشکل یہ ہے کہ ایک بادشاہ بادشاہی کو ترک کر دے اور معرفت فقر الٰہی کو اختیار کرے۔

دوم مشکل یہ ہے کہ فقیر قرب معرفت الٰہی کو ترک کر دے اور مسند بادشاہی اختیار کرے۔

سوم مشکل یہ ہے کہ عالم مطالعۂ علم اور قیل و قال کو ترک کر دے اور معرفت وصال حضوری میں غرق فی التوحید ہو جائے۔

فقیر کامل وہ ہے جو یہ چھ مراتب طالب اللّٰہ کو عطا کرے۔

ابیات

علم ایک حرف ہے، اسی سے شرف کی بنیاد ہے۔ بغیر کاغذ کے حق کی سیاہی ہر طرف مرقوم ہے۔

از ناف تا سر مشق کلمہ رقم راز — بی زبان گردد مطالعہ بی آواز
ہر کتابی نکتہ ای از دل کتاب — دل کتابی دفتر حق بی حساب
ہر کہ میخواند بداند علم را — عالم باللہ شود عارف خدا
پردہ بردار زان ظلمت نور — درمیانش رفت پردہ شد حضور

این علم کافیست بہ وز کافیہ ہم سبق خوانی شود با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ ہر کہ درین مقام رسد، ہفت جثہ با ہفت جامۂ نور لطیف وجود شریف طالب اللہ از علم حاضرات اسم اللہ ذات می پوشد و ہر دم دریای معرفت بنوشد۔ دم نزند و نہ خروشد۔

بیت

تا توانی خویش را از خلق پوش — عارفانی کی بود این خود فروش

حدیث قدسی

مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَّعَ الْخَلْقِ وَمَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ ط لَوْ عَرَفْتُمُ اللّٰہُ بِحَقِّ مَعْرِفَتِہٖ لَزَالَتِ الْجِبَالَ بِدُعَائِکُمْ ط [1]

قول جناب حضرت غوث الاعظم شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ:۔
اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ ط

[1] الحدیث

ناف سے سر تک مشق کلمہ سے بھید کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ بے زبان اور بے آواز کے مطالعہ ہوتا ہے۔
دل کی کتاب سے ہر کتاب ایک نکتہ ہے۔ دل کی کتاب بے حساب سچائیوں کا دفتر ہے۔
جو کوئی پڑھتا ہے، وہ علم کو جانتا ہے۔ عالم باللہ عارف خدا ہو جاتا ہے۔
اس ظلمت سے نور کا پردہ اٹھا دے۔ درمیان سے پردہ اٹھ گیا حضوری ہو گئی۔
یہ علم کافی بہتر ہے اور کافیہ سے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ سبق خوانی ہوتی ہے۔ جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، وہ طالب اللہ اسم اللہ ذات کے علم حاضرات سے اپنے تمام لطیف وجود شریف پر سات نورانی لباس پہنتا ہے۔ اور ہر گھڑی معرفت کا دریا پیتا ہے۔ وہ دم نہیں مارتا اور نہ ہی چیخ و پکار کرتا ہے۔

بیت

جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا کر رکھ۔ عارف لوگ کسی طرح خود فروشی نہیں کرتے۔

حدیث قدسی

"جس نے اللہ کو پہچان لیا، تو پھر اُسے مخلوق کے ساتھ میل جول سے لذت حاصل نہیں ہوتی۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ (اور) اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو سچے طور پر پہچان لیا، تو تمہاری دُعا سے پہاڑ بھی ٹل جائیں گے۔"
غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے۔
"اللہ تعالیٰ سے انسیت (محبت) اور ماسوائے اللہ سے وحشت اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔"
یعنی جو شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے، وہ اللہ کے سوا جو بھی ہے، اس سے وہ بھاگتا (اور بیزار رہتا) ہے۔

بیت

خلق را طاعت بود از کسب تن   عارفان طاعت شود از ترک تن

المطلب آنکہ وقتیکہ جملہ ارواح از کُنْ فَیَکُوْنَ ہویدا پیدا۔ واللہ تعالیٰ بقدرت بی زبان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ندا نعرہ زد از آواز ازلی فیض فضلی جمیع ارواحہا قَالُوْا بَلٰی گفتند۔ اللہ تعالیٰ بہشت را (از) دست راست آراستہ، دنیا را از دست چپ۔ و توحید معرفت انوار دیدار روبرو پیش ارواحہا آوردہ طلب بہشت بجانب بہشت دوید و طالب دنیا بدنیا رسید و طالب مولیٰ فقرا عین بعین روبرو دید بادید۔

قولہ تعالیٰ:-

یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ[1] رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ[2] یافت بایافت وشناخت باشناخت۔

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[3]

حدیث شریف

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَھُوَ طَالِبُ الدُّنْیَا مَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَھُوَ طَالِبُ الْعُقْبٰی مَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَھُوَ طَالِبُ الْمَوْلٰی وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَھُوَ الْکُلُّ[4]

اینست مراتب مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[5] نصیب فقیر اولیاء وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی[6] خوش آمدی مرحبا۔

---

۱ سورہ مائدہ، ۵: ۵۴ ۲ سورہ البینۃ، ۹۸: ۸ ۳ خطبات احمد جان ۴ الحدیث ۵ سورہ نجم، ۵۳: ۱۷
۶ سورہ نجم، ۵۳: ۳

بیت

خلق کو جسمانی مشقت سے طاعت حاصل ہوتی ہے۔ (اور) عارفوں کو اپنا وجود ترک کرنے سے بندگی حاصل ہوتی ہے۔

الغرض یہ کہ جس وقت تمام ارواح کُنْ فَیَکُوْنُ سے ظاہر ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاموش قدرت سے "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" آواز دے کر کہا، تو تمام ارواح نے آوازِ ازلی اور فیضِ فضلی سے "ہاں" کہا۔ اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ سے بہشت کو آراستہ کیا اور دنیا کو بائیں طرف سے آراستہ کیا۔ اور توحید معرفت انوار دیدار کو ارواح کے سامنے لاکر بہشت کی طلب کے لیے بہشت کی جانب لپکی اور طالب دنیا دنیا کے پاس پہنچا۔ اور طالب مولیٰ فقرا عین بعین دید بادید کے روبرو پہنچ گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں"۔ "اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی" کا مقصد پالیا۔ (مقصد حاصل کرلیا اور شناخت کے ساتھ شناخت کرلی۔

حدیث شریف

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے۔ جیسا پہلے تھا"۔

حدیث شریف

"جس نے دنیا کو طلب کیا، وہ دنیا کا طالب ہے۔ جس نے عقبیٰ طلب کی، وہ عقبیٰ کا طالب ہے اور جس نے مولیٰ کو طلب کیا، وہ مولیٰ کا طالب ہے اور جس نے مولیٰ کو طلب کیا، اسکے لیے ہر شئے ہے"۔

یہ ہیں مراتب اس عظیم ہستی کے "جس کی نہ بہکی نظر اور نہ بڑھی حد سے"۔ فقیر اولیاء کے نصیب میں یہ آیت شاہد ہے۔ "اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے"۔ ایسے فقراء کے لیے مرحبا اور خوش آمدید ہے۔

بیت

خود زخود بی شد نماند خود ہوا   عاشقان را ازین مراتب شد لقا

ہر کرا با تصور اسم اللہ ذات در وجود گردد نور۔ ہر سخن آنرا از قرب اللہ حضور۔ اینست لسان الغیب، سیف اللہ رحمانی، ذو الفقار ربانی، ہر کہ با تصور اسم محمد رسول اللہ در وجود گردد روشنضمیر ظہور، ہر سخن آنرا از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر مذکور۔ ہر کہ با تصور فنا فی الشیخ در آید، صورت شیخ زندہ ہم زبان کشاید، تماشای کونین بر پشت ناخن بنماید۔ اگر در راہ باطن گنج تصرف دولت دارین کردن حاصل و معرفت توحید بخدا شدن واصل نبودندی، روندگان راہ ہمیشہ گمراہ پریشان گشتندی۔

بدانکہ چنانچہ قاعدۂ علم ظاہر است، ہمچنان قاعدۂ علم باطن ظاہر، علم چہاردہ بفضیلت تحصیل علم سی۳۰ سال تمامیت رسد۔ و در باطن علم معرفت توحید یک لکھ و ہفتاد ہزار، بلکہ بیشمار۔ از علم حاضرات تصور اسم اللہ ذات تمامی علم باطنی بکشاید و علم ظاہر۔ در علم تمام اینست تاثیر تحصیل ہم جلیس با رب جلیل۔

بیت

علم رسمی سینۂ صافان رانمی آید بکار   چون شود آئینہ روشن بی نیاز از جوہر است

این علمی است درس در سینہ سبق دہند سینہ بسینہ۔ ازین علم محروم است بی معرفت کور چشم نابینا۔ این علمیست مطالعۂ عین باعین نما کہ دور مدور میخوانند، حافظ بحفظ خدا۔

بیت

خود سے بے خود ہوگیا، اپنے میں کوئی خواہش نفسانی نہ رہی۔ عاشقوں کو ان مراتب سے لقا ہوگیا۔

جس کسی کا وجود تصور اسم اللہ ذات کے ساتھ نورانی ہوگیا۔ اس کی ہر بات قرب الٰہی سے حضوری کا مرتبہ رکھتی ہے۔ یہی ہے لسان الغیب، سیف اللہ رحمانی، ذوالفقار ربانی۔ جس کسی کا وجود اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سے روشنضمیر اور چمکیلا ہوا، اس کی ہر بات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ذکر مذکور کا درجہ رکھتی ہے۔ جو کوئی فنا فی الشیخ کے تصور میں آتا ہے، شیخ کی صورت بھی زندہ ہو کر زبان کھولتی ہے اور دونوں جہان کا نظارہ اسکو پشت ناخن پر دکھاتی ہے۔

اگر باطنی راہ میں تصرف گنج و دولت دارین حاصل کرنا نہ ہوتی اور معرفت توحید الٰہی میں وصال نہ ہوتا، تو سالکین راہ ہمیشہ گمراہ و پریشان ہو جاتے۔

اے طالب مولیٰ! جان لے کہ جس طرح کہ قاعدۂ علم ظاہر ہے، اسی طرح قاعدۂ علم باطن بھی ظاہر ہے۔ تحصیل علم کی فضیلت کے لیے چودہ علموں کی ضرورت ہے اور اس کی تمامیت کے لیے تیس سال درکار ہیں۔ اور باطن میں معرفت توحید کے لیے ایک لاکھ اور ستر ہزار، بلکہ بے شمار علموں کی حاجت ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور علم حاضرات سے تمام باطنی اور ظاہری علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے علم میں رب جلیل کے ساتھ ہمجلیس ہونے کے لیے تحصیل علم کی مکمل تاثیر۔

بیت

رسمی رواجی علم صاف دل لوگوں کے سینہ کے لیے مفید نہیں ہوتا۔ جب آئینہ روشن ہوتا ہے، تو وہ جوہر سے بے نیاز ہوتا ہے۔

یہ درسی علم ہے جو سینہ میں سینہ بسینہ سبق دیا جاتا ہے۔ اس علم سے بی معرفت، نابینا اور کور چشم محروم ہے۔ یہ عین بعین نما کے مطالعہ کا علم ہے۔ جسے دور مدور کہتے ہیں۔ حافظ (قرآن) خدا کے کلام کا محافظ ہوتا ہے۔

قولهٔ تعالیٰ :-

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[۱]

یکدم نشود جدا وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ[۲]

ای محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رغبت بکن بسوی آن پروردگار خود۔

بدانکہ سہ طالب بسہ تلقین برسد۔ مطالب اوّل تلقین کہ روز ازل ارواح کسانی راکہ از اللہ است، آنرا میگویند اویسی تلمیذ الرحمٰن، مخالف نفس دشمن شیطان۔ جمیعت بخش با مردم حیوان وحیران وپشیمان، آنرا مرتبہ بخشند انسان۔

قولهٔ تعالیٰ :-

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ[۳]

دوم طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ظاہر بر دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوی و در باطن تلقین کردہ حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سیوم طالب از محک مرشد ارشاد، بعضی باطن آباد و بعضی مایۂ فساد۔ این چند کلمہ متکلم بہر از خاص وعام ازان طریقۂ سلسلۂ قادریہ غلام محی الدین سر دفتر اولیاءؒ والی ولایت، ہادی ہدایت، راہنما عارف باللہ فنا فی اللہ، کلید ہر دو جہانی، محبوب سبحانی، سلطان مشائخان شاہ عبدالقادر جیلانیؒ و برکاتہ۔ فقیر باہوؒ میگوید کہ روندگان راہ آگاہ باشند خدای تعالیٰ در مشرق، مغرب، جنوب، شمال نیست۔ خدای تعالیٰ در فوق تحت زمین آسمان نیست۔ خدای تعالیٰ در روز وشب نیست۔ خدای تعالیٰ در آفتاب ومہتاب نیست۔ خدای تعالیٰ در شرب با اہل قرب نیست۔ خدای تعالیٰ در گفت گوئی نیست۔ خدای تعالیٰ در بحر وبر نیست۔ خدای تعالیٰ در صبح سحر نیست۔ خدای تعالیٰ

۱؎ سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲
۲؎ سورہ الانشراح، ۹۴ : ۸
۳؎ سورہ الاعراف، ۷ : ۱۷۹

ارشاد خداوندی ہے :-

"سو تم مجھ کو یاد رکھو، میں تم کو یاد رکھوں گا۔"

(یہ علم) یکدم (انسان سے) جدا نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اپنے رب کی طرف دل لگا۔"

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اس پروردگار کی طرف رغبت کر۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ تین طالب تین ہدایات تک پہنچتے ہیں۔ یعنی اوّل تلقین کے مطالب یہ ہیں کہ روز ازل سے ہی ان لوگوں کی ارواح، جو اللہ کی طرف سے ہیں، انکو اویسی تلمیذ الرحمٰن کہتے ہیں، جو نفس وشیطان کے مخالف اور دشمن ہیں۔ حیوان، حیران اور پشیمان لوگوں کے لیے جمیعت بخش ہیں، جن کو انسان مرتبہ بخشتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے، بلکہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ۔"

دوسرا طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، جو ظاہرا طور پر دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قوی ہے اور باطن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلقین یافتہ ہے۔

تیسرا طالب مرشد کی کسوٹی سے ارشاد وتلقین حاصل کرتا ہے۔ بعض طالب باطن آباد ہوتے ہیں۔ اور بعض مایۂ فساد ہوتے ہیں۔ یہ چند کلمات خاص وعام کے لیے اس طریقۂ سلسلۂ قادریہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے بیان کیے گئے ہیں، جو اولیائے کرام کے سردار، والیٔ ولایت، ہادیٔ ہدایت، عارف باللہ فنا فی اللہ کے راہنما، دونوں جہان کی کلید، محبوب سبحانی اور مشائخوں کے بادشاہ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی برکات ہوں۔ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ راہِ سلوک پر چلنے والے آگاہ رہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرق، مغرب، جنوب اور شمال میں نہیں ہے۔ خداوند کریم آسمان کے اوپر اور زمین کے نیچے نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ روز وشب میں نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ سورج وچاند میں نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل قرب کے ذوق میں نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ قیل وقال میں نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ بحر وبر میں نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ صبح وسحر میں نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ

درعلم حرف ورق صحیح تسبیح مقرنیست ،کہ خدای تعالیٰ درسینۂ صاحب راز است.
اگر بیائی در بازو اگر نیائی حق بی نیاز است ۔

ہر آنکس کہ خواہد حاصل کنم فنار الفقر صاحب واصل شوم ،از یازدہ چیز ترک بکند۔

اوّل : بدعت را بگذارد کہ سر بدعتہا بدعت حُبّ دنیا است کہ اصل دنیا کل فتنہ معصیتہا معصیت است کہ تمام بدبختی و بدعت و کُل آفات بلا جمع کردن در یکخانہ کلید ہم حُبّ دنیا است ۔

دوم : از اہل دنیا ترک گیرد ۔

سیوم : ترک از خلق و الفت با خالق ۔

چہارم : ترک از ہوای و تسلیم شود بحق رضا ۔

پنجم : ترک از کبر و ریا ۔

ششم : ترک از نفس و لذّت ۔

ہفتم : ترک از جہل و ہم نشین او ۔

ہشتم : ترک از حرص و حسد ۔

نہم : ترک امید از کسی رزق ۔

دہم : ترک از حواس خمس و زاویہ بند د ہیچ حال طرفہ زد و لحظہ و یلحہ از خدای تعالیٰ غافل نباشد اگرچہ تماشای ہر دو جہان پیش آید ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

[1] سورہ نجم ، ۵۳ : ۱۷

حرف و ورق کے علم میں نہیں ہے اور نہ ہی قاری کی صحیح تسبیح میں ہے ،بلکہ اللہ تعالےٰ صاحب راز کے سینہ میں ہے. اگر تو آئے ،تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے ۔

فناء الفقر حاصل کرنے کا طریقہ

ہر وہ شخص جو چاہتا ہو کہ وہ فنار الفقر حاصل کرے اور صاحب واصل ہو جائے ، تو اسے چاہیے کہ وہ گیارہ چیزیں ترک کر دے ۔

اوّل بدعت کو ترک کر دے ،کیونکہ بدعتوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے ،کیونکہ تمام فتنوں اور گناہوں کا سرچشمہ دُنیا ہے ،تمام بدبختی ، بدعت اور تمام آفات اور بلاؤں کا ایک خانہ میں جمع کرنا اور اس کی کلید بھی حُبّ دنیا ہے ۔

دوم اہل دنیا سے قطع تعلّق کر لے ۔

سوم خلقت کو ترک کر کے خالق سے محبت کا رشتہ جوڑ لے ۔

چہارم نفسانی خواہشات کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے ۔

پنجم کبر و ریا سے باز آ جائے ۔

ششم نفس اور لذّات دنیا کو ترک کر دے ۔

ہفتم جہالت کو ترک کر دے اور اس کی ہمنشینی اختیار نہ کرے ۔

ہشتم حرص و حسد کو ترک کر دے ۔

نہم کسی شخص سے رزق کی امید نہ رکھے ۔

دہم حواس خمسہ کو ترک کرتے ہوئے گوشہ نشینی اختیار کرے ۔
اور کسی حال میں بھی ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ رہے ، خواہ دونوں جہان کا نظارہ سامنے آ جائے ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

" نہ بہکی اس کی نظر اور نہ بڑھی حد سے "

حدیث قدسی

لَا یَشْغَلُهُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ طَرْفَةَ الْعَیْنِ[۱]
یازدہم بانفس خلاف وکشتن نفس ۔

حدیث قدسی

دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالِ[۲]

نفس آدمی رانمیگذارد تا آنکہ از قول فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ[۳] نشود و چونکہ نفس و شیطان وہوای دنیا ہر دوجہان ویکی اتفاق فَفِرُّوا مِنَ اللّٰہِ کردہ است، پس حاصلیت حق دریافتن دل است ودل آنست کہ ازنفس وسوسہ واز خطرات شیطان ولذت ہوای وحب دنیا خالی باشد ۔ آن دل پُرنور، ظہور، تجلیات وباسم اللہ ذات آن دل است نہ مُشت گِل است ۔

حدیث قدسی

لَا یَسَعُنِیْ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ[۴]

حدیث

رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ[۵] حدیث: حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ لَا یَسَعْنِیْ فِیْ قَلْبٍ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ[۶]

---

[۱] از تصنیف تبریزیؒ [۲] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ [۳] سورہ الذّٰریٰت ، ۵۱ : ۵۰ [۴] عوارف المعارف سہروردی حاشیہ احیاء العلوم ، ج ۲ ، ص ۲۵۰ ، مرغوب القلوب [۵] الحدیث [۶] الحدیث ۔

حدیث قدسی

"طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی کے ساتھ) مشغولیت نہیں ہوتی"۔
گیارہواں نفس کی مخالفت اور نفس کا قتل کرنا ہے ۔

حدیث قدسی

"اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لو"۔
نفس آدمی کو نہیں چھوڑتا، جب تک آدمی ارشاد خداوندی کے مطابق ہر چیز سے منہ موڑ کر خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا ۔ اور چونکہ نفس وشیطان اور دونوں جہان کی نفسانی خواہشات نے باہم اتفاق کر رکھا ہے کہ "اللہ تعالےٰ سے بھاگو" اس لیے قرب خداوندی کو انسان نہیں پا سکتا ۔ پس حق کی حاصلیت دل کی دریافت ہے ۔ اور دل وہ ہے جو نفس و وسوسہ، خطرات شیطانی، لذات خواہش اور حُبّ دنیا سے خالی ہو ۔ وہ دل جو اسم اللہ ذات سے پُر نور ظہور اور متجلی ہے، دراصل وہی دل ہے اور وہ مُشتِ گل نہیں ہے ۔

حدیث قدسی

"میری ذات نہ تو زمین میں سما سکتی ہے اور نہ آسمانوں میں، مگر اپنے مومن بندے کے دل میں میری سمائی ہو جاتی ہے"۔

حدیث

"میں نے اپنے دل میں اپنے رب کو دیکھا"۔

حدیث

"دنیا اور دین دونوں کی محبت ایک دل میں نہیں سما سکتی، جیسا کہ آگ اور پانی ایک برتن میں نہیں سما سکتے"۔

باصدق واعتبار خود را بخدا سپار، روی رجوع باللہ آر، بر توکل توعلی اللہ، مگر پند بشنو این سخن چند۔ اگر معرفت حاصل کنی، بر من بخند۔ اوّل نفس را بدہ جفا بر نخ اسم اللہ را بکن پیشوائی۔ از کدورت صیقل کن دل، صفا، اللہ ہادی رہنمای بیابی زود تر بری۔ در مقام سرّالامین کبریای صاحب محقق شوی فنائی الفنا بگذرد۔ از قدر قضا دل سلیم تسلیم شود حق برضار۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ؕ[1]

فقر را اینست مقام منتہای۔ ہر کہ باخدا عزّوجلّ بست احرام، بر و معرفت و شناختن خدا احرام، از خود فانی گشتن و لشریعت برآمدن و عین شد تمام۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ؕ[2]

سلک سلوک آنرا گویند کہ ازل تا ابد بجز غیر ماسوای اللہ طلب دیگر نکند۔

حدیث

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ؕ[3]

باید دانست ہر کہ نزدیک خالق قبول محبوب ہر آنکس نزدیک خلق ردّ، ہر کہ نزدیک خلق مقبول، نزدیک خالق ردّ۔

بیت

ردّ خلق است ہر کہ بیند روی خلق　　　ردّ فقر است لایرد اہل محبوب

[1] سورہ الکہف ۱۸: ۲۴ [2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ [3] حدیث قدسی

سچائی اور صدق کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر اور اللہ کی طرف رجوع کر، اللہ پر توکل رکھ۔ میری ان چند باتوں کو سن کر میری نصیحت قبول کر۔ اگر تُو معرفت حاصل نہ کرے، تو مجھ پر ہنس دے۔ پہلے تو نفس پر سختی کر اور اسم اللہ ذات کو اپنا پیشوا بنا۔ کدورت سے اپنے دل کو صیقل اور صفا کر۔ اپنے اللہ کو ہادی اور راہنما بنالے، تو جلد ہی اپنے مقصد کو پالیگا۔ کبریائی کے سرّالامین مقام پر تُو صاحب محقق ہو جائے گا۔ مقام فنا سے گزر کر مقام بقا میں داخل ہو جائے گا، قضا و قدر سے دل سلیم برضائے خداوندی حق تسلیم ہو جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اے پیغمبرؐ! "جب خدا کو بھول جاؤ، تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو"۔

فقر کا انتہائی مقام یہی ہے۔ جس کسی نے خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ احرام باندھ لیا تو اس پر معرفت اور خدا کی شناخت حرام ہو گئی۔ جس نے اپنے آپ کو فنا کر لیا، اور شریعت کی پابندی کی، وہ مکمل طور پر عین ہو گیا۔

حدیث

"جب فقر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے، تو بس اس کو مقام ربوبیت حاصل ہو جاتا ہے"۔

سلک سلوک اس کو کہتے ہیں کہ ازل سے ابد تک اللہ کے سوا وہ کسی دوسری چیز کی طلب نہیں کرتا۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا"۔

جاننا چاہیے جو شخص خالق (اللہ) کے نزدیک مقبول و محبوب ہے، وہ خلق کے نزدیک ردّ ہے اور جو کوئی خلقت کے نزدیک مقبول ہے، وہ خالق کے نزدیک ردّ ہے۔

بیت

جو کوئی خلقت کے چہرے کو دیکھتا ہے، وہ ردّ خلق ہے۔ لایرید فقر اہل محبوب کے نزدیک ردّ ہے۔

اہل محبوب راچہ دانند۔ باہُوؒ صاحب نظر آن ہزار دردی بیاید دارند۔ سخن ایشان بگوش مردی مردی آرند۔ ہر کہ نامرد است، او مرد است بعشق۔ عاشقان خون خوردن رنگ زردی دارند۔ پروانہ صفت راچہ مصلحت از جان خویش۔

بیت

پُر زندہ پابندش گیری بی کسی آواز   باہُوؒ مگس راچہ مجال است بمنصب پروانہ

جان سوختہ را با جان شد آواز نیارد۔ نیکی دارند چہ خداشناس کہ حق تعالیٰ در باب اُو میفرماید۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ[1]

پس چندانکہ آدم و بنی آدم حق سبحانہٗ و تعالیٰ را یاد کند۔ مطلب چہ مطلب آنکہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[2] وَهُمْ يَعْرِفُوْنَ ۝

پس آدمی دو قسم است۔ یکی اہل بندگی است، دوم اہل شرمندگی است۔ تو مغلوب و نفس غالب۔ بشنو ای طالب!

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى[3] ۝

حقیقت حضرت آدم علیہ السلام باید یافت۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[4] ۝

---

[1] سورہ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۰ [2] سورہ الذّٰریٰت ۵۱: ۵۶ [3] سورہ النّٰزعٰت ۷۹: ۴۰-۴۱ [4] سورہ الاعراف ۷: ۲۳

اہل محبوب کو لوگ کیا جانتے ہیں۔ اے باہُوؒ! صاحب نظر ہزاروں قسم کے رنج و درد رکھتے ہیں۔ ان کی باتیں ایک مرد کے کان میں جانباز لوگ ہی لاتے ہیں۔ جو کوئی نامرد ہے، وہی عشق کے معاملہ میں مرد ہے۔ عاشق لوگ اپنا خون جگر پی پی کر زردی رنگ کے ہو گئے ہیں۔ پروانہ صفت شخص کو اپنی جان پر کھیل جانے میں (بھلا) کیا مصلحت ہو سکتی ہے۔

بیت

کسی آدمی کی آواز کے بغیر تُو اُسے زندگی سے بھرپور خیال کرتا ہے۔ اے باہُوؒ! مکھی کی کیا مجال ہے، کہ وہ پروانہ کے منصب کو پالے۔

جان سوختہ کو جاندار کی سی آواز نہیں دے سکتے۔ خداشناس ہی نیکی کے امور سرانجام دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:۔

"اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت و توقیر دی"۔

پس جس قدر آدم اور بنی آدم حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ وہ عین اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"ہم نے جنّ و انس کو پیدا نہیں کیا، مگر صرف اس لیے کہ وہ ہماری عبادت کریں"۔ اور ہماری پہچان کریں۔

پس آدمی دو قسم کے ہیں، ایک اہل بندگی ہیں اور دوسرے اہل شرمندگی ہیں۔ اے طالب! (غور سے) سُن! تُو مغلوب ہے اور نفس (تجھ پر) غالب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جس نے نفس کو خواہشات سے باز رکھا، تو یقیناً جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے"۔

حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت معلوم کرنی چاہیے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔ "اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ کو خود تباہ کیا اور اگر تُو ہم کو معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کریگا، تو ہم بالکل برباد ہو جائیں گے"۔

تو از خدای عزّ و جلّ بی خبر و خدا ترا از تو نزدیک تر۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [1]

مادر زاد کور مشو چشم بکشای۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [2]

مادر زاد کور مشو از آفتاب و روشنائی روز محروم است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [3]

اللہ تعالیٰ با تو است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ [4]

تو با لذت نفس و نفس با شیطان و شیطان با کبر و کبر با ریا و ریا با کفر و کفر با دنیا۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ [5]

حدیث

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ [6]

یازدہ چیز درمیان خدای تعالیٰ و عبد حجاب الاکبر است۔ اوّل اکسیر، دوّم تکبیر، سیوم ذکر، چہارم فکر، پنجم مذکور، ششم قرب، ہفتم وصال، ہشتم الہام، نہم علم تحصیل، دہم دوزخ، یازدہم امید بہشت۔

---

[1] سورہ ق، ۵۰: ۱۶ [2] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱: ۲۱ [3] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲ [4] سورہ الحدید، ۵۷: ۴
[5] سورہ مائدہ، ۵: ۵۴ [6] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملّا علی قاریؒ و ابن ماجہ جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔

تُو خدائے بزرگ و برتر سے بے خبر ہے اور خدا تجھ سے زیادہ نزدیک ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"۔

مادر زاد اندھے مت بنو، آنکھیں کھولو۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

"وہ تمہارے جی میں ہے، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے"؟

مادر زاد اندھے مت ہو۔ سورج اور دن کی روشنائی سے وہ محروم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا رہیگا"۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو"۔

تُو نفس کی لذّت کے ساتھ مصروف ہے اور نفس شیطان کے ساتھ اور شیطان کبر کے ساتھ اور کبر ریا کے ساتھ اور ریا کفر کے ساتھ اور کفر دنیا کے ساتھ منہمک ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"وہ مؤمنوں پر نرم دل ہیں اور کافروں پر زبردست ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کسی کے الزام سے نہیں ڈرتے"۔

حدیث

"دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے"۔

گیارہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب اکبر ہیں:۔

اوّل اکسیر، دوسرا تکبیر، تیسرا ذکر، چوتھا فکر، پانچواں مذکور، چھٹا قرب، ساتواں وصال، آٹھواں الہام، نواں تحصیلِ علم، دسواں دوزخ، گیارہواں بہشت کی امید۔

حدیث قدسی

طَالِبُ الدُّنیا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبیٰ مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلیٰ مُذَکَّرٌ[1]

حدیث قدسی

وَمَنْ اَرَادَ الدُّنیا فَلَهُ الدُّنیا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبیٰ فَلَهُ الْعُقْبیٰ وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْکُلُّ[2]

حدیث

اَلدُّنیا لَکُمْ وَالْعُقْبیٰ لَکُمْ وَالْمَوْلیٰ لِی[3]

اہل ذات را اہل صفات ہم رہزن است۔

ابیات

الف لام و لام ہی ہر چہار — روز و شب باسم اللہ خوش نگار
او مرا داند، مرا بیند بہ ہم خویش نظر — عشق وحدت را چہ داند گاؤ خر
طرفہ زد زان نیست فارغ اشتغال — عاشقان را خوش نباید "وقت حال"

بیت

باہُوؒ ہُو شد ہویدا بر جبین — برزخی فی اللہ برد حق الیقین

درین مقام حیرت پیش آید و کلیہ غیرت غیر ماسوای اللہ برخیزد۔

[1] الحدیث [2] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ [3] نقل از مرغوب تبریزیؒ

حدیث قدسی

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مذکر ہے۔"

حدیث قدسی

"اور جس شخص نے دنیا کا ارادہ کیا، اس کے لیے دنیا ہے اور جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا، اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے مولیٰ کا ارادہ کیا، اس کے لیے سب کچھ ہے۔"

حدیث

"دنیا بھی تمہارے لیے اور عقبیٰ بھی تمہارے واسطے ہے مجھے تو مولیٰ بس ہے۔"

اہل ذات کے لیے اہل صفات بھی راہزن ہیں۔

ابیات

بنیادی طور پر "اللہ" میں چار حروف ہیں۔ اسم اللہ کے ساتھ دن رات یہ حروف خوبصورت لگتے ہیں۔

وہ (اللہ) مجھ کو جانتا ہے، مجھ کو دیکھتا ہے اور ہم پر اپنی نظر رکھتا ہے۔ بھلا گاؤ خر (نفسانی خواہشات کا بندہ) عشق وحدت کو کیا جانے؟

وہ (فقیر باہُوؒ) ایک لحظہ کے لیے بھی اللہ کے ذکر سے فارغ نہیں ہوتا ہے۔ عاشقوں کو "وقت حال" اچھا نہیں لگتا۔

بیت

اے باہُوؒ! پیشانی پر ہُو روشن ہو گیا۔ حق الیقین برزخ فی اللہ میں لے گیا۔

اس مقام پر حیرانگی آتی ہے اور غیر ماسوای اللہ کی تمام غیرت اٹھ جاتی ہے۔

حدیث

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللهِ لَايَمُوْتُوْنَ رُخ نماید۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ[2] دست گیرد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ[3]

در دل ساکن میشود۔

حدیث

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ[4]

خوش وقتی بخشد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ[5]

حکم شود با ہو بہشتی بجوید، مراتو بہ۔ پس طالب بہشتی بود در ہوس، چون سالک در مراتب "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ[6]" رسد ہمہ اوست گردد در مغز و پوست۔

---

[1] نقل از عین العلم و شرح برزخ
[2] سورہ الرحمٰن، ۵۵: ۲۶-۲۷
[3] سورہ آل عمران، ۳: ۱۸۵-
[4] حبان بن الاسود
[5] سورہ الفجر، ۸۹: ۲۷-۳۰
[6] سورہ الانشراح، ۹۴: ۱-۲

حدیث

مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

"خبردار! بیشک اولیاء اللہ نہیں مرتے" کا رخ دکھاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"تمام کائنات کے لیے فنا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی، جو عظمت والا اور بزرگی والا ہے، (کا تصور) حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"ہر ذی روح نے موت کا مزہ چکھنا ہے"

(یہ تصور) دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔

حدیث

"موت ایک پل ہے، جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے"

(یہ تصور) خوشحالی بخشتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

(جب نیک بندہ کی روح پرواز کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے خطاب ہوتا ہے) ۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور (خوش) میری جنت میں داخل ہو جا"

حکم ہوتا ہے کہ باہو بہشت کی طلب کرتا ہے، مجھے تو تو ہی بہتر ہے پس ہوس میں انسان بہشت کا طالب ہوتا ہے۔ جب سالک مراتب میں "کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ اتار رکھا؟" پہنچتا ہے، تو مغز و پوست میں "ہمہ اوست" والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

قولهٔ تعالیٰ :-

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [1]

ہرکہ بیند اللہ بہ بیند و ہرکہ گوید اللہ گوید و ہرچہ شنود اللہ گوید ۔ غم دنیا و آخرت نماند ۔

بیت

از دل بیرون کشیم غم دنیا و آخرت — یا خانہ جای رقص بود یا سرای دوست

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ لَازِمٌ دِیَتُهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ [2]

(خدای تعالیٰ میفرماید: ہرکہ مرا یابد بشناسد مرا ہرکہ شناسد مرا دوست گیرد، مرا ہرکہ دوست گیرد، مرا عاشق من شود ۔ و من عاشق او شوم و ہرکہ من عاشق او شوم و او را بکشم و اُو را العشق بکشتم، او را عشق خود بر من مزدوری بما باشد، مزدوری او منم)

حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

الشریعت غیر حقیقت غیر محصول والحقیقت غیر شریعت فہو غیر مقبول ط

علم شریعت تعلق بعلم طریقت، حقیقت، معرفت دارد ۔

حدیث

لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ط [3]

---

[1] سورہ البقرہ ۲۰ : ۱۱۰ [2] نقل از فوائد المرغوب تبریزیؒ [3] الحدیث

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :-

" سو جس طرف تم مُنہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے ۔"

جو کوئی دیکھتا ہے، اللہ ہی کو دیکھتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے، اللہ ہی کہتا ہے اور جو کچھ سُنتا ہے، اللہ ہی کہتا ہے ۔ دنیا اور آخرت کا کوئی غم نہیں رہتا ۔

بیت

ہم دنیا اور آخرت کا غم دل سے نکال دیتے ہیں ; یا گھر رقص کی جگہ ہو جاتا ہے یا پھر دوست کا ٹھکانا ۔

حدیث قدسی

" جس نے مجھے طلب کیا، اس نے مجھے پالیا، اور جس نے مجھے پالیا، اس نے میری معرفت حاصل کرلی اور جس نے میری معرفت حاصل کی، اُس نے مجھے دوست رکھا ۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا، وہ میرا عاشق ہوگیا ۔ اور جو میرا عاشق ہوجاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں، اور جس کو میں قتل کر دیتا ہوں اس کا خونبہا مجھ پر لازم ہو جاتا ہے اور پس میں اس کی دیت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں خود اُسکا خونبہا ہو جاتا ہوں ۔"

حدیث

" جو شریعت مرتبۂ حقیقت کے بغیر ہے، اس سے کچھ حاصل نہیں اور جو حقیقت مرتبۂ شریعت سے خالی ہے، اس کی کوئی قبولیت نہیں ۔"

علم شریعت علم طریقت، حقیقت اور معرفت سے تعلق رکھتا ہے ۔

حدیث

" اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس وقت نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل ۔"

علم آنست کہ معلوم برسد و شریعت سنّت نبویؐ و متابعت نبویؐ غیر ماسوای اللہ ترک گیرد۔ بزرگ سنّت و کلان مال و زر زیور آنچہ در ملک خود دارد، در راہ خدای عزّ وجلّ تصرف کند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [1]

واز فرضہا فرض اکبر و کلان فرض آنست کہ حق تعالیٰ را حاضر ناظر دارند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ [2]

کسی کہ اللہ تعالیٰ را حاضر داند، از ہیچ گناہ واقع نشود۔ بیچارہ آدم زادہ چہ کند پیش شیطان، عقب دنیا، دست راست نفس و دست چپ ہوای و فوق خدای۔ ہر چہار مثل سگان گرفتہ است بجز دستگیری خدا با اخلاص نشود۔ دنیا، ہوا شیطان وشمن بیرون است و نفس دشمن دون بسیار۔

حدیث

قَبْلَ الشَّيْطَانُ وَبَعْدَ الدُّنْيَا وَيَمِيْنَ نَفْسُ هَوَا وَفَوْقَ اللّٰهُ تَعَالٰى [3]

شیطان چہار است:۔

اوّل شیطان خلق۔

دوم شیطان نفس۔

سیوم شیطان دنیا۔

چہارم شیطان عقبیٰ۔

[1] سورہ آل عمران، ۳: ۹۲۔ رہبر طریقت مولانا جلال الدین رومیؒ در مثنوی خود گفتہ است: ہرچہ داری صرف کن در راہ او لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

[2] سورہ المومن، ۴۰: ۲۰ [3] الحدیث۔

علم وہ ہے، جو معلوم تک پہنچے۔ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ماسوای اللہ کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ سنّت عظیم یہ ہے کہ مال و زر و زیور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہو، خدائے بزرگ و برتر کی راہ میں خرچ کر ڈالے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

تمام فرضوں میں سے سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ و سبحانہٗ کو حاضر و ناظر جانے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"بیشک اللہ جو ہے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔"

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر جانتا ہے۔ اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا ہے۔ بیچارہ انسان کیا کرے۔ سامنے شیطان، پیچھے دنیا، دائیں طرف نفس، بائیں طرف نفسانی خواہشات اور اوپر خدا ہے۔ ان چاروں نے کتوں کی مانند اسے پکڑ رکھا ہے۔ خدا کی دستگیری کے بغیر وہ خلاصی نہیں پا سکتا۔ دنیا، نفسانی خواہشات اور شیطان اس کے باہر کے دشمن ہیں اور کمینے نفس دشمن بہت ہیں۔

حدیث

"آگے شیطان، پیچھے دنیا، دائیں طرف نفسانی خواہشات اور اوپر خداوند تعالیٰ کی ذات ہے۔"

شیطان چار ہیں:۔

اوّل شیطان خلقت ہے۔

دوسرا شیطان نفس ہے۔

تیسرا شیطان دنیا ہے۔

چوتھا شیطان آخرت ہے۔

از ہمہ شیطانہای شیطان سخت تر خلق است. جدائی خلق، جدائی شیطان است۔
ونفس شیطان نیز چہار است:۔

اول نفس مطمئنہ ۔

دوم نفس لوامہ ۔

سیوم نفس ملہمہ ۔

چہارم نفس امارہ ۔

از ہمہ نفس ہای بد نفس امارہ ہرگز حق حاصل نشود بجز رضای خدا و خلاف نفس و رضای نفس خلاف خدا. پس طالب اللہ رامی باید کہ خلاف نفس کند ونفس رابکشد بنوافل، صوم و صلوٰۃ، زہد و تقوی. با ذکر فکر نفس بمیرد خلاف نفس است، نی. باعلم تحصیل فضیلت، ریاضت، پارسائی نفس بمیرد، خلاف نفس است، نی. با مجاہدہ، مشاہدہ، تجلیات، مقامات، طیر سیر نفس بمیرد خلاف نفس است، نی. با خلوت، چلہ کشیدن وزغیر روی پوشیدن نفس بمیرد خلاف نفس است، نی، از کشف کرامات، محاسبہ، نفس بمیرد، خلاف نفس است، نی. با سخاوت وشجاعت وجنگ کردن با دار حرب کفار غزا نمودن نفس بمیرد، خلاف نفس است، نی۔ با قرب وصال حضوری نفس بمیرد، خلاف نفس است، نی۔

وای نفس با انا مست وای نفس خدا پرست وای نفس ذکر مذکور وای نفس دشمن مقہور از خدا دور وای نفس صاحب ارشاد وای نفس فتنہ انگیز، مایۂ فساد وای نفس عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار واین نفس بدبخت، زیانکار واین نفس ہر دو جہان مقصود وطالب معبود واین نفس پر خطرات، معصیت سر ہوای واین نفس رسانیدہ رہبر، وسیلۂ خدا بہ مردن وخلاف نفس اینست لباس ژندہ پوشی، دل با صمد کوشی، دنیا وعقبی را نہ بخری نہ فروشی. عاشق عشقت در وحدت از آتش جوشی، از ہر منزل مقامات معرفت فراموشی. ہر دم دریای وحدت نوشی. بہ پوشی وہرگز نخروشی. بامراقبہ واستغراق

شیطان کی تمام شیطانوں سے زیادہ سخت مخلوق ہے. خلقت سے جدائی شیطان سے جدائی ہے۔ اور نفس شیطان بھی چار ہیں:۔

اول نفس مطمئنہ۔

دوم نفس لوامہ۔

سوم نفس ملہمہ۔

چہارم نفس امارہ۔

تمام برے نفسوں سے نفس امارہ کو خدا کی خوشنودی کے بغیر حق حاصل نہیں ہوتا. نفس کی مخالفت کرو اور نفس کو راضی کرنا گویا خدا کی مخالفت کرنا ہے۔ پس طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ نفس کے خلاف کام کرے اور نفس کو نوافل، صوم وصلوٰۃ اور زہد وتقویٰ کے ذریعے قتل کرے. کیا ذکر فکر سے نفس مرجاتا ہے؟ اور یہ خلاف نفس ہے؟ ہرگز نہیں. کیا تحصیل علم سے فضیلت حاصل ہوتی ہے اور کیا ریاضت اور پارسائی سے نفس مر جاتا ہے اور یہ خلاف نفس ہے؟ ہرگز نہیں. کیا مجاہدہ، مشاہدہ، تجلیات، مقامات اور طیر سیر سے نفس مرجاتا ہے اور کیا یہ نفس کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں. کیا خلوت، چلہ کھینچنے اور غیر سے منہ چھپانے سے نفس مرجاتا ہے اور یہ کیا نفس کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں. کیا کشف و کرامات اور محاسبہ سے نفس مرجاتا ہے اور کیا یہ نفس کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور کیا سخاوت، شجاعت اور کفار کے ساتھ برسرپیکار ہونے اور قتال کرنے سے نفس مرجاتا ہے اور یہ کیا نفس کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور کیا وصال حضوری کے قرب سے نفس مرجاتا ہے اور یہ کیا نفس کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں۔

اور اے نفس! جو انا کے ساتھ مست ہے۔ اور اے نفس خدا پرست اے نفس ذاکر مذکور! اور اے نفس دشمن مقہور خدا سے دور! اور اے صاحب ارشاد نفس! اور اے فتنہ انگیز، مایۂ فساد نفس! اے عالم، فاضل، متقی اور پرہیزگار نفس! اور یہ بدبخت زیان کار نفس! اور یہ ہر دو جہان کے مقصود، طالب معبود نفس۔ اور یہ پر خطرات و معصیت اور نفسانی خواہشات کے حامل نفس۔ اور یہ نفس راہبر اور مردوں کے لیے وسیلۂ خدا ہے۔ اور یہ خلاف نفس ہے کہ گدڑی پوش ہو جائے اور بے نیاز کے ساتھ دل لگانے کی کوشش کرے۔ دنیا اور عقبیٰ کو نہ خرید کرے اور نہ بیچے۔ وحدت میں عشق و عاشقی کی آگ میں جوش مارے۔ ہر منزل و مقام معرفت کو فراموش کر دے۔ ہر لحظہ دریائے

نفس بمیرد و ہلاک و باخالق یکتا و از خلق متفرقات فنا فی اللہ ذات، خلاف نفس است و رضای اللہ تعالیٰ نفس بمیرد؟

قولہٗ تعالیٰ:-

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [1]

این راہ فقر عاشق عشاق، باخدای یکتا و از نفس جدا متفرقات۔ درمیان فقر و عشق چہ فرق است؟ فقر سہ حرف است و عشق نیز سہ حرف است۔ ع۔ ش۔ ق۔ از حرف ع عین بعین و از حرف ش شرِ شیطان و شرِ دنیا۔ اہل دنیا را از خود جدا کردن و ملامت دشواری و خواری ہر بلای گوناگون رنج، محنت برداشتن بہ مثل شتر مست بار بکشد، خار بخورد و از حرف ق قرار نگیرد بجز دیدار و بردی دیگر مردار۔

حدیث قدسی

اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ الْمُحِبِّ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ [2]

عاشق ہمیشہ بیمار است۔ صحت او دیدار معشوق است۔

حدیث

لِقَاءُ الْحَبِیْبِ شِفَاءُ الْعَلِیْلِ [3]

فقر نیز سہ حرف است۔ ف، ق، ر۔ از حرف ف فتح ہر دو جہان فنا فی اللہ بقا باللہ و از حرف ق قبا اللہ پوشد، قرب اللہ۔

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِيَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِیْ [4]

---

[1] سورہ البقرہ ۲: ۱۵۶ [2] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [3] الحدیث [4] کتاب معرفت بوستان جلد اوّل شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ

وحدت کو نوش کر جائے۔ پہنے اور ہرگز اس کو اپنا نہ سمجھے۔ مراقبہ اور استغراق سے نفس ہلاک ہو جاتا ہے اور خالق کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ اور خلق سے کٹ کر فنا فی اللہ ذات ہو جانا نفس کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جانے پر نفس مر جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"کہو ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔

یہ فقر کا راستہ عاشق و عشاق کا راستہ ہے اور خدا کے ساتھ یکتا ہونا ہے اور نفس سے جدا اور متفرق ہونا ہے۔ فقر اور عشق کے درمیان کیا فرق ہے؟ فقر کے تین حرف ہیں اور عشق کے بھی تین حرف ہیں۔ ع۔ ش۔ ق۔ حرف ع سے عین بعین اور حرف ش سے شرِ شیطان و شرِ دنیا پیدا ہوتا ہے۔ اہل دنیا کو اپنے سے جدا کرنا، ملامت، دشواری، خواری اور ہر بلای گوناگوں اور رنج و غم اٹھانا مست اونٹ کی طرح ہے، جو بوجھ اٹھاتا ہے اور کانٹے کھاتا ہے۔ اور حرف ق سے مراد یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے علاوہ اسے قرار نہیں آتا اور کسی دوسرے مردار کا چہرہ نہیں دیکھتا۔

حدیث قدسی

"عشق وہ آگ ہے کہ جب وہ محب کے قلب میں داخل ہوتی ہے،
تو وہ محبوب کے سوا سب کو خاکستر کر دیتی ہے"۔

عاشق ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ اس کی صحت کا دار و مدار معشوق (خدا) کے دیدار پر ہے۔

حدیث

"حبیب کا چہرہ بیمار کے لیے شفا ہے"۔

فقر کے بھی تین حرف ہیں۔ ف، ق، ر۔ حرف ف سے ہر دو جہاں کی فتح اور فنا فی اللہ بقا باللہ مراد ہے اور حرف ق سے مراد قرب اللہ ہے۔ وہ اللہ کی قبا پہنتا ہے۔

حدیث قدسی

"بیشک میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں، انکو میرے سوا کوئی دوسرا نہیں پہچانتا"۔

وازحرف ر راضی باشد باخدا، ریاضت نفس را دهد جفا۔ ریا دروغ نیاید درفقرا۔ فقر بمثل بادشاہی، عشق بمثل فرشتہ۔ ہرکرا عشق، بیارد حضور، فقر بنظر ہرآنکس کہ کند، ہر دو جہان دیوانہ گردد۔ عشق بمثل دیو و فقر بمثل حضرت سلیمانؑ و نفس بمثل جن خبیث۔

وہوای نیز چہار است:

یکی ہوا اہل شہوت۔

دوم ہوای اہل نگرلیستن۔

سیوم ہوای عجب، کبر۔

چہارم ہوا بمثل فرعون۔

دعوی خدا اہل دنیا کرد۔ مفلسی کسی دعوی خدائی نکرد۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى[1] ہرکہ گفت اہل دنیا گفت۔ ہوای فرعونی بداست۔ ہوائی زیرپائی باید کشید، خود در خدا نشاید۔

قولہٗ تعالیٰ:-

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى[2]

حدیث قدسی

اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰى وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْمَغْفِرَةَ[3]

ودنیا نیز چہار قسم است:-

اوّل دنیا کافر۔

دوم دنیا منافق۔

سیوم دنیا مُسلم۔

چہارم دنیا مؤمن۔

[1] سورہ النّٰزعٰت ۷۹: ۲۴ [2] ایضاً ۷۹: ۴۰-۴۱ [3] الحدیث

اور حرف ر سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو۔ ریاضت نفس کو سختی سے دوچار کرتی ہے۔ فقراء میں ریا و جھوٹ نہیں آتا۔ فقر ایک بادشاہ کی طرح ہوتا ہے اور عشق فرشتہ کی مانند ہوتا ہے۔ جس کسی کو عشق ہوتا ہے، عشق اس کو حضوری میں لے آتا ہے اور فقر جس کسی پر نگاہ ڈالتا ہے، دونوں جہان دیوانہ ہو جاتے ہیں۔ عشق دیو کی مانند ہے اور فقر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ہے اور نفس جن پلید کی طرح ہے۔

اور نفسانی خواہشات بھی چار ہیں:-

ایک اہل شہوت کی خواہش۔

دوم دیکھنے والوں کی خواہش۔

سوم خودپسندی اور کبر کی خواہش۔

چہارم فرعون کی مانند خواہش۔

اہل دنیا نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ "تمہارا بڑا خدا میں ہوں"۔ جس کسی نے کہا، اہل دنیا نے کہا۔ فرعونی خواہشات بُری ہیں۔ نفسانی خواہشات کو پاؤں کے نیچے روند دینا چاہیے۔ خود پسندی خدا کو نہیں بھاتی۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"اور جس نے نفس کو خواہشات سے باز رکھا، تو یقیناً جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔"

حدیث قدسی

"احمق وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ پر مغفرت کی تمنا کرے۔"

اور دنیا بھی چار قسم کی ہے:-

اوّل کافر دنیا۔

دوم منافق دنیا۔

سوم مسلم دنیا۔

چہارم مؤمن دنیا۔

دنیا کافر آنست کہ ملک اہل کفار۔

حدیث

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْهَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرُ اللهِ تَعَالٰی[1]

دنیا منافق آنست کہ در ملک منافقان است۔

حدیث

اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ[2]

سیوم دنیا مسلمان کہ قسمت نصیب مسلمان شود۔

حدیث

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ[3]

چہارم دنیا مؤمن است، رزق مؤمنان است۔ قوت یومیہ نگاہداشتن بر مؤمن حرام است۔ مؤمن کیست؟ مؤمن متقی را گویند کہ دروغی نباشد و دنیای دروغ از برای این مؤمن نگاہدارد۔

حدیث: اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصُلُهَا اِلَّا بِالزُّوْرِ[4]

دنیا اگر در وجہ حلال باشد، بلصراط حساب خواہد بود و اگر دنیا وجہ حرام است تا ہم بہر عذاب بشنو! کسی کہ طالب دنیا باشد و حیلہ کند کہ نافع المسلمین است، ہر آنکس در رضای نفس و تابع شیطان و غلام حرص و ہوا دشمن خدا را، دشمن خدا طلب کند۔ ہر کہ دنیا خواہد عاقل کفر کند، دوم منافق،

---

[1] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ [2] ترمذی [3] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

[4] المؤطا [5] کتاب انیس الواعظین۔

کافر دنیا وہ ہے، جو کفار کا ملک ہو۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دنیا اور اس کے مابین جو کچھ بھی ہے (سب) ملعون ہے۔"

منافق دنیا وہ ہے، جس ملک میں منافق رہتے ہوں۔

حدیث

"دنیا ناپاک اور نجس ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔"

سوم دنیا مسلم جس کے نصیب میں مسلمان کی قسمت ہوتی ہے۔

حدیث

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

چہارم دنیا مؤمن ہے۔ رزق (حلال) مؤمنوں کے لیے ہے۔ یومیہ خوراک کی حفاظت (ذخیرہ) کرنا مؤمن پر حرام ہے۔ مؤمن کون ہے؟ مؤمن متقی کو کہتے ہیں جو جھوٹ نہ بولتا ہو۔ اور جھوٹی دنیا اس مؤمن کی حفاظت کرتی ہے۔

حدیث

"دنیا محض مکر و فریب ہے۔ یہ مکر و فریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔"

دنیا اگر وجہ حلال قرار پاتی ہے، تو پلصراط پر اس کا حساب ہوگا۔ اور اگر دنیا وجہ حرام ہے، تو بہر حال باعث عذاب ہے۔

(اے طالب حقیق!) (غور سے) سن! جو شخص دنیا کا طالب ہے اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لیے باعث خیر ہے۔ ایسا شخص نفس کو راضی کر رہا ہوتا ہے۔ وہ شیطان کا تابع اور حرص و ہوا کا غلام ہے۔ دشمن خدا دشمن خدا کو طلب کرتا ہے۔ جو دنیا کو چاہتا ہے، وہ پہلا کفر کرتا ہے۔ دوسرا وہ منافق ہے۔ تیسرا وہ بندۂ آزار، چہارم

سیوم آزار، چہارم کبر، پنجم ریا۔

حدیث

اَلرِّیَاءُ مِنَ الْکُفْرِ وَالْکُفْرُ مِنَ النَّارِ [۱]

او طالب نان از علایق و خلایق دنیا منقطع نگنی حقایق دقایق حق نرسی، چراکہ از دنیا روزہ گیر، تا وقت مرگ، و از خلق بگریز، چنانچہ تیر از کمان جستہ، جای کہ رجوعات خلق بسیار است، آن را مراتب نور است۔ و تنہای مراتب آخر شر است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [۲] واقع است۔

او طالب دنیا کافر است یا منافق، ازین ہر دو از حکمت خالی نیست۔ مثل یک طرف اسم اللّٰہ و اسم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم و یک طرف بت زنار کفریت و زنار دنیا است و فقر در اسم اللّٰہ و اسم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم است ہر کہ بگوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مسلمان شود۔ دنیا را سہ طلاق دھد و زن مطلق را حیلہ بحلالہ کند۔ دنیا را ہیچ حیلہ و حلالہ نیست۔ دنیا نام رنج است۔ و فقر نام گنج است۔ دنیا نام آزار است۔ و اہل دنیا با ظلم خوار است۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ [۳]

فقر رحمت اللّٰہ است۔ دنیا لعنت است۔ از اہل دنیا خوک، خرس، سگ بہتر است کہ دنیا حیوانات کراماً کاتبین است۔ و با اہل دنیا فحش کرد۔ بندہ غرہ مشو۔ اِنَّ (اللّٰہ تعالیٰ) سریع الحساب است۔ غافل مشو۔

حدیث

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ [۴] واقع است۔ اہل دنیا حسد است۔ چنانچہ قابیل ہابیل

۱؎ الحدیث ۲؎ سورہ الفلق ۱۱۳: ۱-۲ ۳؎ سورہ الاعراف ۷: ۴۴۔ ۴؎ الحدیث

متکبر، پنجم ریا کار ہے۔

حدیث

"ریا کفر میں سے ہے اور کفر آگ میں سے ہے"۔

وہ طالب نان ہے۔ جب تک تو دنیا کی مخلوق سے قطع تعلق نہیں کرتا تب تک تو حقائق و دقائق حق تک نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ دنیا میں تا دم مرگ روزہ سے رہ اور خلق سے راہ فرار اختیار کر، جس طرح کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے

جس جگہ رجوعات خلق بہت ہوتی ہیں، وہاں نور کے مراتب ہوتے ہیں اور تنہای مراتب آخر شر کو دعوت دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی ہے"۔

وہ طالب دنیا کافر ہے یا منافق۔ یہ دونوں (ذیل کی چیزیں) حکمت سے خالی نہیں ہیں۔ مثلاً ایک طرف اسم اللّٰہ اور اسم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دوسری طرف بت زنار کفریت اور زنار دنیا ہے۔ اور اسم اللّٰہ اور اسم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فقر ہے۔ جو کوئی کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے، وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان آدمی دنیا کو تین طلاقیں دیتا ہے۔ اور طلاق شدہ بیوی کو اپنے دوسرے خاوند سے مطلقہ ہونے کے بعد حلالہ کے حیلہ سے دوبارہ نکاح میں لاتا ہے۔ دنیا کے لیے کوئی حیلہ اور حلالہ نہیں ہے۔ دنیا مشقت کا نام ہے۔ اور فقر گنج کا نام ہے۔ دنیا آزار کا نام ہے۔ اور اہل دنیا ظلم کے ساتھ ذلیل و خوار ہیں۔

"ان ظالموں پر اللّٰہ کی لعنت ہے"۔

فقر اللّٰہ کی رحمت ہے۔ دنیا (سراسر) لعنت ہے۔ اہل دنیا سے سؤر، ریچھ اور کتا بہتر ہے۔ کیونکہ دنیا کراماً کاتبین کے نزدیک حیوانات ہے۔ اور اہل دنیا کے ساتھ فحاشی اور بدکاری ہے۔ اے انسان! مغرور مت ہو۔ بے شک اللّٰہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ غافل مت ہو۔

حدیث

"وقت کو تلوار کہا گیا ہے۔ اہل دنیا حسد ہے۔ چنانچہ (حسد کے سبب سے)

رکشت واہل عقبیٰ اہل حرص است، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام دانہ گندم بخورد واز بہشت بدر کشید۔ اہل فقر از حسد و حرص فارغ است۔

قولہٗ تعالیٰ:-

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی [1]

واہل علماء حسد حرص تمام است کہ طمع دنیا، طمع عقبیٰ، حور و قصور دارند، صاحب طمع اند۔ و وائی فقراء مراقبہ کہ میکنند وچشم پوشند یعنی ہر دو جہان را بہ بیند، روی بسوی اللہ آرند ومشاہدۂ تجلیات عین بذات بہ بیند، حق الیقین اند شخصی را کہ حسد و حرص و طمع باشد، خدا نخواستہ باشد کہ آنرا علماء گویند۔ ہر آن کس کہ صاحب حسد و حرص و صاحب طمع است، یقین است کہ آنرا علم تاثیر نکردہ باشد۔

حدیث

لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَةِ الْاَنْبِیَآءِ [2]

فرمود پیغمبر صاحب:

اگر در علماء حسد نبودی، مرتبۂ انبیاءؑ بودی۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ [3]

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ [4]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰی جِهَادِ الْاَکْبَرِ [5]

[1] سورہ نجم، ۵۳: ۱۷ [2] الحدیث [3] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان، فصوص الحکم از محی الدین ابن عربیؒ

[4] نقل از شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [5] نقل از کتاب بیہقی و انتشرف: ص ۶۹

قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اہل عقبیٰ بھی حرص کے بندے ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھایا اور بہشت سے نکالا گیا۔

اہل فقر حسد اور حرص سے مبرا ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"نہ بہکی نظر آپؐ کی اور نہ بڑھی حد سے۔"

(یعنی صاحب کمال ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے، مگر وہ کسی وقت بھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔)

اور اہل علماء مکمل طور پر حسد و حرص رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ طمع دنیا، طمع عقبیٰ اور حور و قصور کا لالچ بھی رکھتے ہیں یعنی وہ صاحب حرص ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ فقراء جو مراقبہ کرتے ہیں، وہ آنکھیں بند کر کے دونوں جہان کو دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ مشاہدۂ تجلیات کرتے ہیں اور عین ذات کو دیکھتے ہیں۔ وہ اہل حق الیقین ہیں۔ جو شخص کہ حسد و حرص اور طمع رکھتا ہو، خدا نخواستہ کیا اس کو عالم کہہ سکتے ہیں؟ ہر وہ شخص جو حاسد، حریص و طامع ہو، یقینی بات ہے کہ علم نے اس میں تاثیر نہیں کی ہے۔

حدیث

"اگر علماء میں حسد نہ ہوتا، تو وہ بمنزلہ انبیاءؑ کے ہوتے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"اگر علماء میں حسد نہ ہوتا، تو وہ انبیاءؑ کا مرتبہ رکھتے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا، پس اس نے بقاء کے ساتھ اپنے رب کو پہچان لیا۔"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"ہم نے جہاد اصغر[1] سے جہاد اکبر[2] کی طرف رجوع کیا۔"

[1] جہاد اصغر سے مراد کفار کے ساتھ جدال و قتال ہے۔ [2] جہاد اکبر سے مجاہدۂ نفس مراد ہے۔

بشنو! علم و فقر و حلیم و حلم و کرم و جود خلق، روی محسن، میراث پیغمبران است و خاص خاصیت پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و دنیا از بخل، کبر، بختی رُو ورثۂ کفّار است، چنانچہ فرعون، نمرود، ہامان، شدّاد۔

عجب است کہ کار کفّار پیش آری، و ورثۂ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم را بگذاری۔ عالم علما آنست کہ اولیا است۔ اولیا آنست کہ علما است۔

در علما کہ چہار چیز نشان محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باشد، آن علما وارث الانبیاءؑ است، راہنما است والّا نہ خود نُما، برو اعتبار نباید آورد کہ زبان کار است۔ اوّل در خلق محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باشد، دوّم دنیا را سہ طلاق دھد، طمع ندارد مطلق۔ سیوم در وحسد نباشد، چہارم نافع المسلمین باشد۔ ہر کہ این خصلت عمل ندارد، آن عالم عامل نیست۔ علم را حامل است بمثل حمار بہر دنیا روزگار بار بردار۔ طالب دنیا خوار (رُو) روا دیدن، صد استغفار۔

و در فقر نیز چہار خصلت باید:۔

اوّل با صبر۔

دوّم استقامت قدم تا قبر۔

سیوم از نفس شیطان، ہوای دنیا با خبر۔

چہارم اشتغال اللہ دربر۔

راہ فقر وسیلت است و راہِ علم فضیلت۔ وسیلت بہتر است یا فضیلت؟ ظاہر فضیلت دنیا وسیلت باطن فضیلت۔ بآخرت خدا وسیلت۔ درمیان وسیلت و فضیلت چہ فرق است۔ مرشد وسیلت از گناہان صریح دست گیرد، مانع شود؛ بلکہ میتواند کہ گناہ کردن ندھد، چنانچہ یوسف صلوٰۃ اللہ وسیلت مانع شد و فضیلت نصیحت است اگر قبول کند بہتر والّا نہ، چنانچہ بلعم باعور را علم مانع نشد و سگ اصحاب کہف را

(اے طالب صادق! (غور سے) سُن! علم، فقر، حلیم، حلم، خلق کا جود و کرم، اور محسن کا چہرہ دیکھنا پیغمبروں کی میراث ہے۔ اور پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خاصیت خاص ہے۔ اور بخل، کبر اور ترش روئی کی دنیا کفار کا ورثہ ہے۔ مثلاً فرعون، نمرود، ہامان اور شدّاد۔

تعجب ہے کہ تو کفّار کا وطیرہ اختیار کیے ہوئے ہے اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ورثے کو چھوڑے ہوئے ہے۔ عالم علما وہ ہے، جو اولیا اللہ ہے۔ اور اولیا اللہ وہ ہیں، جو علما ہیں۔

جن علما میں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ چار نشانیاں ہوں، وہ علما وارث انبیاءؑ ہیں، راہنما ہیں۔ ورنہ وہ خود نما ہیں۔ ان پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ زباں کار ہیں۔ پہلی نشانی تو یہ ہے کہ ایسا شخص حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اخلاق کا اتباع کرے۔ دوسرے دنیا کو تین طلاقیں دے اور بالکل طمع نہ رکھے۔ تیسرے اس میں حسد نہ ہو۔ چوتھے وہ مسلمانوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔ جو کوئی ان خصائل پر عمل نہیں کرتا، وہ عالم عامل نہیں ہے۔ بلکہ ایسے عالم عامل کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جو روزگار دنیا کے لیے باربردار ہو۔ طالب دنیا ذلیل و خوار ہے، ایسے طالب دنیا کے چہرے کو دیکھنا بھی روا نہیں ہے۔ سو بار استغفار پڑھنا چاہیے۔

اور فقر میں بھی چار خصلتیں ہونی چاہئیں:۔

اوّل: صبر سے کام لینا چاہیے۔

دوم: تا مرگ ثابت قدم رہنا چاہیے۔

سوم: شیطان نفس اور دنیاوی خواہشات سے خبردار رہنا چاہیے۔

چہارم: ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

فقر کی راہ وسیلہ ہے۔ اور راہِ علم فضیلت ہے۔ وسیلہ بہتر ہے یا فضیلت؟ ظاہری طور پر دنیا فضیلت ہے اور باطنی طور پر وسیلہ فضیلت ہے۔ آخرت میں خدا وسیلہ ہوگا۔ وسیلت اور فضیلت کے درمیان کیا فرق ہے؟ مرشد وسیلہ ہے، جو صریح گناہوں کے سرزد ہونے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ بلکہ گناہوں کا ارتکاب کرنے نہیں دیتا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السّلام کا وسیلہ مانع ہُوا۔ اور فضیلت نصیحت ہے۔ اگر قبول کرے تو

مجبت وسیلت بحق رسانید۔

بیت

باہوؒ نماز روزہ بسیار طاعت   ازان بہتر بود یک کرم ساعت

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ [۱]

بیت

باہوؒ از سگ اصحاب اصحاب کہف شد عظیم   از آدمی سگ گشت آن یاری رحیم

ہر کہ از حق تعالیٰ نترسد، ہر آنکس ترسان است، فضیلت از برای وسیلت و وسیلت از برای فضیلت نیست۔ فاضلان فقر را طلب از اللہ کردہ اند و فقرا طالب مولیٰ اند و ایشان طالب علم، ازان علم است مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ط۔

بیت

باہوؒ الف اللہ بس مرا دیگر ہوس   ہر دمی او با منی فریاد رس

عالم فاضل آنست وقبلت جمع احکام۔

ابیات

علم آن باشد شود رہبر خدا   میرساند در مقامش کبریا

۱ سورہ حجرات ۴۹ : ۱۳

بہتر ہے، ورنہ مذموم ہے۔ جیسا کہ بلعم باعور کا علم مانع نہ ہوا اور اصحاب کہف کے کتے کو محبت کے وسیلہ نے حق تک پہنچا دیا۔

بیت

اے باہوؒ! نماز، روزہ اور بہت زیادہ بندگی ان تمام سے ایک لحظہ کا کرم الٰہی بہتر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے، جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

بیت

اے باہوؒ! اصحاب کہف اصحاب کہف کے کتے سے عظیم ہو گئے۔ آدمی سے وہ کتا رحم کرنے والا دوست بن گیا۔

ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، وہ شخص (لوگوں سے) ڈرتا رہتا ہے۔ فضیلت وسیلہ کے لیے ہے اور وسیلہ فضیلت کے لیے نہیں ہے۔ فاضل لوگوں نے فقر کو اللہ سے طلب کیا ہے۔ اور فقراء طالب مولیٰ ہیں اور وہ طالب علم ہیں۔ ان کی وجہ سے علم ہے۔ اور وہ اپنے پاس سے علم عطا کرتے ہیں۔

بیت

اے باہوؒ! الف اللہ میرے لیے کافی ہے اور باقی ہوس ہے۔ وہ (اللہ) ہر لمحہ میرے ساتھ ہے۔ وہ میری فریاد کو پہنچتا ہے۔

اور عالم فاضل وہ ہے اور اس سے قبل تمام احکام ہیں۔

ابیات

علم وہ ہوتا ہے جس کا رہبر خدا ہوتا ہے۔ علم مقام کبریا میں پہنچاتا ہے۔

علمی کسی سر بسر دنیا گذار — ہر درش دریوزہ گردد با تو خدا
علم آن انوار از وحدت شناس — علم کثرت را ز خویشش در نخاس
علم دانی چیست جوہر خوش بخر — قدر جوہر کی بدانند گاؤ خر
باہُوؒ علم آن بود در سینہ — کی بہ بیند فقر را نابینا

○

فقر کامل مکمل آنست کہ تماشۂ ہژدہ ہزار عالم دیدہ، مستی ہوشیاری و خواب بیداری گردد۔ ابتدا انتہا یک کشف، چنانچہ اوّل بود آخر ہمچنان۔ اہل فقر مست ازل است و اہل علم بیشمار با علم فضیلت است۔ مجلس مست ہوشیاری بسیار نماید، بلکہ خوش آید بعد از قرب وصال فانی گشت۔ یعنی از مقام کبرا صغرا بگذاشت و باللہ پیوست۔

قولہ تعالیٰ:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ[1]

قول حضرت (غوث) شاہ محی الدینؒ:

وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ بِاللهِ تَعَالٰى[2]

مرشد وسیلت باید۔ درین راہ خاموشی فضیلت۔ مرشدی صاحب حضور است۔ حضور کردن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنرا چہ مشکل دور است۔ سودا مست دست بدست۔ اگر حضور کند طرفۃ العین زد وصال و اگر ریاضت محنت کشاند، دوازدہ سال۔

قال علیہ السلام:۔

[1] سورہ الحجر، ۱۵: ۹۹ [2] ملفوظات رسالۂ غوثیہ، ص ۶۵

ایک آدمی کا علم سراسر دنیا کو عبور کر لیتا ہے۔ جب خدا تیرے ساتھ ہوتا ہے، تو ہر دروازہ سوالی بن جاتا ہے۔

علم وحدت شناس انوار میں سے ہے۔ علم کثرت کو سوراخ میں پہنچے لے جاتا ہے۔

کیا تُو جانتا ہے کہ علم کیا ہے؟ یہ (دراصل) جوہر ہے۔ اس کو اچھی طرح خرید لے۔ جوہر کی قدر حیوان صفت کیا جانیں؟

اے باہُوؒ! علم سینہ میں ہوتا ہے۔ فقر کو نابینا آدمی نہیں دیکھ سکتا۔

کامل اور مکمل فقیر وہ ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس کی مستی ہوشیاری اور خواب بیداری ہوتی ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا ایک ظاہر کرتی ہے، چنانچہ جیسے پہلے تھا، آخر بھی ویسے ہی ہوگا۔ اہل فقر ازل ہی سے مست ہیں۔ اور بے شمار اہل علم علم کی وجہ سے با فضیلت ہیں۔ مجلس مستی اور ہوشیاری بہت دکھاتی ہے، بلکہ قرب وصال کے بعد فانی ہو کر بہت اچھی دکھائی دیتی ہے۔ یعنی مقام کبرا سے مقام صغرا میں چھوڑ دیا۔ اور اللہ کے ساتھ پیوست ہو گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔"

حضرت شیخ المشائخ سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے:۔

"جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے پس بیشک اس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر اور شرک کیا۔"

مرشد تیرا وسیلہ ہونا چاہیے۔ اس راستے میں خاموشی فضیلت ہے۔ مرشد صاحب حضور ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پہنچانا مرشد کے لیے کیا مشکل اور بعید ہے۔ سودا مست دست بدست ہے۔ اگر مرشد حضوری کرانا چاہے، تو ایک پلک جھپکنے کی دیر میں وصال کرا دے اور اگر وہ ریاضت محنت کرائے، تو بارہ سال کا عرصہ درکار ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ [1]

اگر طالب اللہ را کہ ہرگز راہ حق نکشاید، آنرا چہ علاج باید یا درین در یقین اُو نقصان باشد و اگر صاحب یقین باشد باید کہ آنرا راہ ذکر فکر ندھد۔ راہ اُو از برزخ بکشاید یا برزخ ظاہر یا برزخ باطن آنرا می باید و بشناسد کہ اوّل اُو آدمی است کہ بہیچ چیز دوستی ندارد بجز اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔ چون بمرتبۂ انسانیت رسید؛

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [2] گشت۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ [3]

درین مقامی ذکر مخلوق حجاب است۔

حدیث قدسی

تَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یَقْبَلُ اللّٰہُ فَاَفْرُقِ النَّفْسَ
ثُمَّ قُلِ اللّٰہَ دَعْ رُوْحَکَ وَقَلْبَکَ ثُمَّ قُلِ اللّٰہَ ثُمَّ ذَرْھُمْ
قُلِ اللّٰہَ کَانَ اللّٰہَ طَارَ رُوْحُہٗ [4]

چون پیغمبر صاحب درین مقام رسیدند، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیش رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آمد۔ رسولؐ خدا فرمود: تو کیستی؟ گفت یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، امن عائشہ ام۔ فرمود: عائشہ کیست؟ گفت: بنت ابا بکر صدیقؓ۔ گفت:

[1] مشکوٰۃ، بخاری، مسلم، کنوز الحقائق [2] نقل از مرغوب القلوب تبریزیؒ۔
[3] نقل از مرغوب شمس تبریزیؒ [4] حدیث قدسی و قول ابوسعید ابوالخیر و حضرت امام شبلیؒ۔

"جس نے مجھے دیکھا، واقعی مجھے دیکھا بیشک شیطان میری صورت کبھی نہیں بن سکتا۔"

اگر اس طالب اللہ پر کہ جس پر راہ حق ہرگز نہیں کھلتی، کیا علاج کرنا چاہیے؟ یا اس بارے میں اس کے یقین میں کوئی خلل ہے اور اگر وہ صاحب یقین ہو، تو اس کو راہ ذکر و فکر نہیں دینا چاہیے۔ وہ برزخ سے اس کا راستہ کھولتا ہے۔ اس کو برزخ ظاہر اور برزخ باطن چاہیے۔ وہ پہچانے کہ وہ پہلے انسان ہے اور وہ اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بغیر کسی چیز سے دوستی نہیں رکھتا۔ جب وہ انسانیت کے مرتبہ پر پہنچا۔ تو وہ "انسان (کامل) میرا اللہ کا بھید ہے اور میں (اللہ) اس کا بھید ہوں" ہوگیا۔

حدیث

"جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی"۔

اس مقام پر مخلوق کا ذکر حجاب ہے۔

حدیث قدسی

"انسان بھاگتا ہے غضب اللہ سے طرف اسی اللہ تعالیٰ کے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ پھر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو جھکائے اور کہے اللہ ہی اللہ ہے اور قطع تعلق کرے حالت روح اور نفس اور قلب اپنے کی اللہ کے لیے۔ پھر کہے اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس اور یہاں تک قطع تعلق کہ روح اس کا سمندر اسی ذات کا بن جائے۔ اور ایسا تمام ماسوائے اللہ سے قطع کرے، جیسا کہ نبی علیہ السلام نے سب سے قطع تعلق کیا[1]"

جب پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس مقام پر پہنچے، تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آئیں۔ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: تو کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلّی اللہ

[1] نقل از تفسیر مدنی، سورہ الانعام رکوع ۱۰

ابا بکرؓ کیست ؟ گفت : اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ فرمود : کہ محمدؐ خود را خود نمی شناسد ۔ درین مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ فنا فی اللہ است ۔ باللہ بجز اللہ دیگر نیست ۔ نفس ہم دل شود و دل روح شود و روح با اسم اللہ مستغرق گردد ۔ این را "صاحب توحید" گویند ۔

ابیات

اسم و جسم گشت یکتا یک وجود — کی نمازش میکنم با کی سجود
با نمازی دائمی ہر مدام — از خدا فارغ نیم ہر صبح شام
پنج با ہر پنج با یدسی بسال — عارفان را بہ بود این "وقت حال"
باہوؒ بگیرند از مردم ناسوت — ہر کہ از قہر شتر محفوظ اہل از لاہوت

تفکر سہ قسم است :۔

اوّل تفکر مبتدی : در دل فکر است ۔

دوّم تفکر متوسط : در مراقبہ است ۔

سیوم تفکر منتہی : درین مقام فنا فی اللہ استغراق است ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ [1]

غیر مخلوق تفکر برزخ ، ذکر غیر مخلوق برزخ اللہ است ۔ چون الف رفت لِلّٰہ ۔ چون لام رفت ، برزخ لَہٗ ۔ چون لام دوم رفت ، ھُو ۔ چون صاحب فنا فی اللہ را اسم اللہ

[1] زین الملم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ ۔

علیہ وآلہ وسلم ! میں عائشہ ہوں ۔ فرمایا : عائشہ کون ہے ؟ عرض کیا : ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ۔ فرمایا : ابوبکرؓ کون ہے ؟ عرض کیا ، اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ فرمایا : محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو نہیں پہچانتا ۔ یہ مقام "لِیْ مَعَ اللّٰہِ فنا فی اللہ" ہے یعنی اللہ کے ساتھ ۔ اللہ کے بغیر کوئی دوسرا نہیں ہے ۔ نفس بھی دل ہو جاتا ہے ۔ اور دل روح ہو جاتا ہے ۔ اور روح اسم اللہ کے ساتھ مستغرق ہو جاتی ہے ۔ اسی کو "صاحب توحید" کہتے ہیں ۔

ابیات

اسم (اللہ) اور جسم یکتا ہو گئے اور ایک وجود ہو گئے ۔ میں کس کی نماز ادا کروں اور کس کا سجدہ کروں ؟

میں ہمیشہ اور دائمی طور پر نماز میں رہتا ہوں ۔ میں صبح شام کسی وقت میں بھی خدا سے فارغ نہیں رہتا ۔

سال میں تیس اور ہر پنج کے ساتھ پنج کو ہونا چاہیے ۔ عارفوں کے لیے یہ "حال کا وقت" بہتر ہے ۔

اے باہوؒ ! لوگ ناسوتی شخص سے استفادہ کرتے ہیں ۔ جو کوئی شتر کے قہر سے محفوظ ہے ، وہ اہل لاہوت سے ہے ۔

تفکر تین قسم کا ہے :۔

پہلا مبتدی کا تفکر : دل میں فکر ہے ۔

دوسرا تفکر متوسط ہے :۔ جو مراقبہ میں ہے ۔

تیسرا منتہی کا تفکر : اس مقام فنا فی اللہ میں استغراق ہے ۔

حدیث

"ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہاں کی عبادت سے بڑھ کر ہوتی ہے ۔"

غیر مخلوق تفکر برزخ ہے اور غیر مخلوق کا ذکر برزخ اللہ ہے ۔ جب اللہ میں سے الف چلا گیا ۔ تو لِلّٰہ رہ گیا ۔ اور جب لام چلا گیا ، تو برزخ لَہٗ رہ گیا اور جب دوسرا

برزخ "ہم اوست" شود، کُلِّ شَیٔ مُحِیطٌ یک وجود آنست کہ تمام قلب، قالب، گوشت پوست رگ استخوان مغز ہم برزخ اسم اللہ گردد۔

اللہ

ابیات

باہُوؒ چون اسم اللہ آید خود نماند در من	ہم اُو گشت سرتاپای جان تن
اسم اللہ رارِدای پوست تن	اسم اللہ گشت یکتا جان تن
باہُوؒ ہر کرا قوت نباشد چون حضورؐ	طالبان بگیرند ازوی دُور دُور
باہُوؒ زعبادت سالہا بیک نظر	نظر واصل میرساند با خضرؑ
باہُوؒ اسم اللہ چیست دانی عین حق	بر زبانش انس جن ہم ملک
باہُوؒ ہر طرف دوئیش برآوردہ ام	اُو بما زندہ کند من مُردہ ام

بی علم کس بخدا نرسید۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ جَنَّ فِيْ آخِرِ عُمْرِهٖ اَوْمَاتَ كَافِرًا [1]

---

[1] نقل از تفسیر مزمل نور مکمل۔

لام چلا گیا، تو ہُو رہ گیا۔ جب صاحب فنا فی اللہ کو اسم اللہ برزخ "ہم اوست" ہو جاتا ہے، تو وہ (اللہ) تمام اشیاء پر محیط ہو جاتا ہے۔ ایک وجود وہ ہے کہ تمام قلب، قالب، گوشت، پوست، رگ، استخوان اور مغز بھی برزخ اسم اللہ ہو جاتا ہے۔

اللہ

ابیات

اے باہُوؒ! جب اسم اللہ آتا ہے، تو وہ خود مجھ میں نہیں رہتا ہے میری جان و جسم میں وہی سرتاپا ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ کے لیے جسم کی کھال (گویا) چادر ہے۔ اسم اللہ میرے جسم و جان میں یکتا ہو گیا ہے۔

اے باہُوؒ! جس کسی کی طاقت حضورؐ کی طرح نہیں ہوتی، طالب لوگ ان سے دُور دُور رہتے ہیں۔

اے باہُوؒ! سالہا سال کی عبادت سے واصل کی نظر ایک نظر سے خضر علیہ السلام تک پہنچا دیتی ہے۔

اے باہُوؒ! اسم اللہ کیا ہے؟ کیا تو جانتا ہے؟ یہ عین حق ہے جو اس کی زبان پر، جنّ و انس کی زبان پر اور فرشتوں کی زبان پر رہتا ہے۔

اے باہُوؒ! میں نے ہر طرف سے دوئی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ (اللہ) ہم کو زندہ کرتا ہے اور میں مُردہ ہوں۔

کوئی بے علم شخص خدائے قدوس تک نہیں پہنچا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"بغیر علم کے زاہد کو شیطان آخری عمر میں پاگل بنا دیتا ہے یا اس کی موت کفر پر کر دیتا ہے۔"

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْعُذْرُ شَیْئٌ وَّالْجَهْلُ لَاشَیْئٌ ط[1]

درین مقام توحید خزانہ گنج الٰہی است وعشق وکیل وعقل دزد است وصاحب شغل صاحب خزانہ باخدا یگانہ۔ این مقام صاحب مغفور است، نہ صاحب شعور ہر کہ مغفور است صاحب حضور است از خود دنیا دور۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط[2]

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط[3]

قولہٗ تعالیٰ :-

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط[4] واقع است۔

ابیات

باہوؒ نماندہ پردہ نفس وہوا	چون آمد در دلم وحدت خدا
باہوؒ آن شفیع نبیؐ دستگیر	ہر دمی میکشد باہوؒ فقیر
باہوؒ ہر طرف رویش آوردہ ام	او بما زندہ کند من مردہ ام
باہوؒ ہُو آتش از توحید او	سوخت آنرا آنچہ بودی غیر زو
باہوؒ بروز آمد چون رفت تاریکی	گشت روشن از ظلمات تفریقی
حال دنیا سر بسر پرسیدم از فرزانہ	گفت یا خوابیست یا خیال است یا افسانہ
کلید قفل جان لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	نجات مردم جان لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

[1] نقل از صحاح
[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۵
[3] سورہ الحدید، ۵۷ : ۳
[4] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۱۰

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے :-

" عذر (تو پھر بھی) کوئی چیز ہے (جو قابل قبول ہے) مگر جاہلیت (تو کوئی چیز نہیں ہے " (اور وہ قابل قبول نہیں ہے)۔

اس مقام پر توحید خزانہ و گنج الٰہی ہے۔ اور عشق وکالت کرنے والا اور عقل چور ہے۔ اور صاحب شغل، صاحب خزانہ خدا کے ساتھ یگانہ ہے۔ یہ مقام صاحب مغفور ہے، نہ کہ صاحب شعور، جو کوئی مغفور ہے، وہ صاحب حضور ہے، اور وہ خود بخود دنیا سے دُور ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں " " وہی اوّل ہے وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے، اور وہی پوشیدہ "

ارشاد خداوندی ہے :-

" سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے " (قرآن میں) آیا ہے۔

ابیات

اے باہوؒ! جب اللہ کی وحدت میرے دل میں آگئی، تو نفس و خواہشات کا پردہ درمیان سے جاتا رہا۔

اے باہوؒ! وہ شفاعت کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر لحظہ باہوؒ فقیر کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

باہوؒ ہر طرف سے اپنی توجہ اللہ کی طرف کیے ہوئے ہیں۔ وہ (اللہ) ہمیں زندہ کرتا ہے، میں مردہ ہوں۔

اے باہوؒ! اس کی توحید سے ہُو کی آگ نے اس کے غیر کو جلا کر رکھ دیا ہے۔

اے باہوؒ! جب تاریکی چلی گئی تو دن نکل آیا۔ ظلمات کی وجہ سے (یہ) فرق ظاہر ہو گیا۔

میں نے ایک دانشمند سے دنیا کا پورا حال دریافت کیا، تو اس نے کہا یہ دنیا یا خواب ہے، یا خیال ہے یا پھر افسانہ ہے۔

روح کے قفل کی چابی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ لوگوں کے جانوں کی نجات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔

ابیات

باھُوؒ نماندہ پردہ نفس وہوا | باھُوؒ بہ نُور آمد در دلم وحدت خدا
باھُوؒ غیر ھُو را زیر پای میکشیدہ ام | زغیر ماسوی اللہ دیگر ہم بریدہ ام
علم را آموز اوّل آخر اینجا بیا | جاہلان را پیش حق تعالیٰ نیست جا

از اسم اللہ ہر مقامی دیگر است کہ ہر چہار کتاب اسم اللہ را باسم اللہ ذکر اللہ وجود او مبدّل شد۔ ہر آنکس عارف اللہ گشت، عاشق واصل، چون برزخ اسم اللہ را بر دل نقش کند، با تصور بہ بیند، پردہ از چشم دل بکشاید وہیچ حجاب نہ ماند۔ وچون برزخ اسم ھُو در سر دماغ تصور کند، سرّ اسرار گردد۔ چون برزخ اسم اللہ بہ چشم سر تصور کند، صاحب نظر گردد۔ وچون برزخ فقیر یا برزخ شیخ گیرد، صاحب تصرّف گردد۔ و چون برزخ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تصور کند، شاہ ہر دو جہان گردد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:-
سَيَأْتِيْ زَمَانٌ عَلٰى اُمَّتِيْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيُصَلُّوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيْهِمْ اِيْمَانٌ [1]

ہر کہ اہل محبت است، ازین راہ بہرہ گیرد کہ اہل محبت است، ازین راہ کی محروم۔ ہر کہ برین راہ شک آرد، مرتد گردد کہ این اسم اللہ و اسم محمد

---

[1] امام بخاری و مشکوٰۃ۔

ابیات

اے باھُوؒ! جب میرے دل میں توحید الٰہی کا نُور آ گیا، تو نفس وخواہشات کا پردہ درمیان سے ہٹ گیا۔

اے باھُوؒ! میں نے غیر ھُو کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا ہے۔ میں نے ماسوی اللہ غیر کو بھی اپنے سے جُدا کر دیا ہے۔

علم کو اوّل و آخر سیکھ اور اس جگہ آ جا۔ جاہلوں (حق سے بے خبر لوگوں) کو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

اسم اللہ ذات کی فضیلت

اسم اللہ کے تصور سے اُسے ہر نیا مقام حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اسم اللہ کی ہر چہار کتاب سے اسم اللہ ذات اور ذکر الٰہی سے اس کا وجود تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو شخص عارف خُدا ہو گیا، وہ عاشق واصل ہو گیا جب وہ اسم اللہ کو دل پر نقش کرتا ہے، اور وہ تصور سے دیکھتا ہے، تو اس کے دل کی آنکھوں سے پردہ اُٹھ جاتا ہے اور کوئی حجاب نہیں رہتا۔ اور جب وہ اسم ھُو کو سر اور دماغ میں تصور کرتا ہے، تو وہ سرّ اسرار ہو جاتا ہے۔ جب وہ اسم اللہ کو سر کی آنکھوں میں تصور کرتا ہے، تو وہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ فقیر یا شیخ کا تصور کرتا ہے، تو وہ صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تصور کرتا ہے، تو وہ دونوں جہانوں کا بادشاہ ہو جاتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے:-

"میری اُمّت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ مساجد میں نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے، مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔"

جو کوئی اہل محبت ہے، وہ اس راہ سے مستفید ہوتا ہے، کیونکہ وہ اہل محبت ہے۔ وہ بھلا اس راہ سے کب محروم رہ سکتا ہے؟ جو کوئی اس راہ میں شک کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم است۔ وکلمہ نیز ہمین است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ ہر کہ بر کلمہ شک آرد، مُرتد شود۔

فقر صاحب حاکم آنست کہ صاحب قُم وقُم نیز دو قسم است۔ یکی قُمْ بِاِذْنِیْ فقر فنا، دوم قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ با مقام فنا فی اللہ است۔ و باذن اللہ مقام قُلْ ھُوَ اللّٰہ است۔ قُم باذن اللہ مراتب حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ روح اللہ و بِاِذْنِیْ فقر فنا فی اللہ از اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم است کہ فرمودہ اند کہ اُمّت من از انبیاء افضل است کہ آن یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِاِذْنِ اللّٰہِ وآن یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِاِذْنِیْ۔ درمیان بِاِذْنِیْ و بِاِذْنِ اللّٰہِ فرق است۔ اسم اللہ در وجود آدمی قرار گیرد۔ ظاہر و باطن قلب و قالب طالب اللہ از اسم اللہ ظہور یابد۔ بعد ازان اسم اللہ نظرش نماید، از برای آنکہ انوار روشنضمیر تجلّی می تابد، از غلبات تجلّیات ذات اسم اللہ ہمہ تجلّی گردد، چنانچہ طلوع آفتاب تاریکی برخیزد و ستارگان گُم شوند۔ این مراتب نُورٌ علیٰ نُور مرتبہ حضور گردد۔ درین مقام فراق و وصال یک است۔

بیت

باہُوؒ بہ نور آمد رفت تاریکی　　گشت روشن از ظلمات تفریقی

○

درین مقام از سہو دُنیا و سُکر آخرت بر آید خبر معبود۔ طلب غیر مردُود است و اگر کند مراتب یہود است۔ ہرگز بمقصود نرسد۔ از جملہ علایق قطع کند و بحق بنوازد۔ ولا طامع، لا جامع، لا مانع، صاحب حضور، ہمیشہ پُرحضر۔ مراتب اُو بہ حضرت

وہ مرتد ہوجاتا ہے، کیونکہ یہ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ اور کلمۂ طیبہ بھی یہی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ جو کوئی کلمہ پر شک کرتا ہے، وہ مرتد ہوجاتا ہے۔

فقیر صاحب حاکم وہ ہے جو صاحب قُم ہو، اور قُم (اللہ کے حکم سے اُٹھ) بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم تو قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اُٹھ) فقر فنا ہے۔ اور دوسری قسم قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم سے اُٹھ) با مقام فنا فی اللہ ہے۔ اور بِاِذْنِ اللّٰہِ مقام قُلْ ھُوَ اللّٰہ ہے۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ روح اللہ کے مراتب ہیں۔ اور بِاِذْنِیْ فقر فنا فی اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت کا شرف ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری اُمّت (دوسرے) انبیاء سے افضل ہے، کہ وہ تو اللہ کے حکم سے زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے اور یہ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے) کہہ کر زندہ کرتی ہے اور مارتی بھی ہے۔ بِاِذْنِیْ اور بِاِذْنِ اللّٰہِ کے درمیان فرق ہے۔ اسم اللہ آدمی کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ طالب اللہ کا قلب اور بدن ظاہری اور باطنی طور پر اسم اللہ سے ظہور پاتا ہے۔ بعد ازاں اس کو اسم اللہ نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ روشنضمیر کی تجلیات کے انوار چمکتے ہیں تجلیات الٰہیہ کے غلبہ کے سبب اسم اللہ ذات تمام کا تمام متجلی ہوجاتا ہے۔ جیساکہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت تاریکی غائب ہوجاتی ہے۔ اور ستارے گُم ہوجاتے ہیں۔ نورٌ علیٰ نور کے یہ مراتب مرتبۂ حضور ہوجاتے ہیں۔ اس مقام پر فراق اور وصال برابر ہوجاتے ہیں۔

بیت

اے باہُوؒ! نور آگیا اور تاریکی چلی گئی ظلمات کی وجہ سے فرق ظاہر ہوگیا۔

اس مقام پر سہو دُنیا اور سُکر آخرت سے معبود کی خبر معلوم ہوتی ہے غیر کی طلب مردُود ہے۔ اور اگر وہ غیر کی طلب کرتا ہے تو یہ یہود کے مراتب ہیں وہ ہرگز اپنے مقصود کو نہیں پہنچے گا۔ وہ تمام سے قطع تعلق کرے گا۔ اور حق کو نوازے گا۔ وہ لالچی نہیں ہوگا۔ جمع کرنے والا نہیں ہوگا۔ اور منع کرنے والا نہیں ہوگا۔ وہ صاحب

خضر علیہ السلام۔ نزدیک او دنیا و عقبیٰ چنین مراتب اُو ہمچون صلوٰۃ اللہ جرجیس علیہ السلام۔

بیت

باہُوؒ دلش زندہ ہرگز نمیرد بہ تن — مازندہ جانی جہانی سخن

بیت

نام فقر سرّ است و سیرِ اُو اسرار است — از مشاہدۂ تجلی کشف کرامات بیزار است

این اہل دکان است۔ نزدیک اہل فقرا اہل شیطان است، چراکہ شر شیطان از حُبّ دنیا میخیزد۔ ازین لِس اہل دکان حُبّ دنیا است۔ رقیب نہ حبیب، خبیثؒ ظاہر خداپرست و باطن از خدا بی نصیب، چنانچہ بعضی مردم در روز مسلمان و در شب کافر و بعضی مردم در شب کافر و روز مسلمان و اہل فقر باطن ظاہر روز و شب مسلم حقیقی۔ شب و روز شیخ، مشائخ، عالم، فاضل، دانشمند، غوث و قطب، درویش شدی، لیکن مسلمان نشدی۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَآءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبَ بِالنَّارِ[1]

---

[1] نقل از فوائد الفواد

حضور ہوگا اور سیر ہوگا۔ اس کے مراتب حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ اس کے نزدیک دنیا اور عقبیٰ برابر ہوگی۔ اس کے ایسے مراتب صلوٰۃ اللہ جرجیس علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔

بیت

اے باہُوؒ! جس کا دل زندہ ہوگیا۔ وہ ہرگز جسمانی موت نہیں مرتا۔ ہم جہانِ سخن میں زندہ جان ہیں۔

بیت

فقر کا نام بھید ہے اور اس کی سیر اسرار ہیں۔ تجلّیات کے مشاہدہ سے جو کشف و کرامات ظاہر ہوتی ہیں، اُن سے وہ (فقیر) بیزار ہے۔

جو کشف و کرامات کا مظاہرہ کرتا ہے، وہ اہل دکان ہے۔ اہل فقرا کے نزدیک وہ اہل شیطان ہے کیونکہ حُبِّ دنیا سے شیطان کی شیطنت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اہل دکان حُبِّ دنیا رکھتا ہے۔ نہ وہ کسی کا رقیب ہے اور نہ ہی کسی کا دوست۔ ظاہر میں تو وہ خبیثؒ کی طرح خدا پرست اور باطن میں خدا سے بے نصیب، چنانچہ بعض لوگ دن میں مسلمان ہوتے ہیں اور رات کو کافر ہوجاتے ہیں۔ اور بعض لوگ رات کو کافر اور دن میں مسلمان ہوجاتے ہیں۔ اور اہل فقر باطنی اور ظاہری طور پر دن رات حقیقی مسلمان رہتے ہیں۔ لیکن شب و روز (بعض) شیخ، مشائخ، عالم، فاضل، دانشمند، غوث، قطب اور درویش بنے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن مسلمان نہیں ہوتے ہیں۔

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے۔"

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

سَیَأْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَیْسَ فِیْھِمْ اِیْمَانٌ [۱]

قولہٗ تعالیٰ :-

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی [۲]

پس مؤمن مسلم آنست کہ در ہردم و در ہر بلا خدا شاکر و صابر باشد۔

حدیث

اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ ثُمَّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَوْلِیَآءِ [۳]

راہ خدا تمام امتحان است۔ ہمون جان است، نہ تفرقہ، پریشان با فقر جمعیت دار است۔ ہر کہ طلب فقر کند طالب دار کند۔ باھوؒ فقر چیست؟ تیغ است ہر کہ طلب فقر کند۔ تمم تمام شد۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اَجْمَعِیْنَ ۝

تمت بالخیر

---

۱ امام بخاری و مشکوۃ۔

۲ سورہ النساء ۴ : ۴۳ ۳ جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

"میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ مساجد میں نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے، مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"نماز کے قریب (تک) نہ جاؤ، جبکہ تم نشہ (کی حالت) میں ہو۔"

پس مؤمن مسلم وہ ہے، جو ہر لحظہ اور ہر مصیبت میں خدا کا شاکر اور صابر ہوتا ہے۔

حدیث

"انبیاء علیہم السلام پر سب سے زیادہ بلاؤں کی شدت رہی اور اس کے بعد اولیاء کرامؒ پر۔"

خدا کا راستہ تمام کا تمام امتحان ہے۔ وہی روح ہے، نہ ہی اس راستہ میں تفرقہ ہے اور نہ ہی پریشانی۔ فقر کے ساتھ شاہانہ جمعیت ہے۔ جو کوئی فقر طلب کرتا ہے، وہ اگویا (دار) کا طالب ہوتا ہے۔ اے باھوؒ! فقر کیا ہے؟ یہ تلوار ہے۔ جو کوئی فقر طلب کرتا ہے، تمامیت (گویا) اس پر تمام ہو گئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اَجْمَعِیْنَ ۝

تمت بالخیر

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

"روحی شریف"، "تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالسۃ النبیؐ"، "اورنگ شاہی"، "عین الفقر"، "دیوان باہوؒ" (فارسی)، "کشف الاسرار"، "کلید جنت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، "اسرار القادری"، اور "دیدار بخش خورد"، کے بعد "دیدار بخش کلاں" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ سترھویں قلمی تصنیف ہے، جو راقم الحروف کی جانب سے ذاتی طور پر تدوین و اردو ترجمہ وتشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کا یہی واحد قلمی نسخہ "دیدار بخش کلاں" ہے، جو مجھے دستیاب ہوا ہے۔

یہ رسالہ ۱۹۸۴ء میں حبیب آباد (سندھ) کے سید سلطان شاہؒ کے شخصی کتابخانہ سے دریافت ہوا تھا، جو حاصل کر کے فوٹو کاپی کرایا گیا۔ پھر اسلام آباد چک شہزاد کے فقیر حضرت میر محمد صاحب نے اس کے مزید فوٹو کاپی تیار کرا کر عام تقسیم کیے۔ یہ نسخہ خطی ۱۲۰۹ ہجری میں فقیر سید عبد اللہ متوطن لاہور کے ہاتھ سے تحریر کیا گیا ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ "دیدار بخش کلاں" کا کوئی اور نسخہ نہ مل سکا جس کے ساتھ اس کا تقابل کیا جا سکتا۔

زیر نظر مسودہ پر جناب پروفیسر صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب نے نظر ثانی فرمائی اور چند مفید مشوروں کے علاوہ کچھ تراجم بھی تجویز فرمائیں۔

ترجمہ کرتے وقت بعض مقامات پر مجھ خاکسار سے کچھ سہو ہوا تھا، جو درست کر دیا گیا ہے۔ اس کے لیے میں صاحبزادہ صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آخر میں خدائے قدوس سے ملتجی ہوں کہ وہ سرور کونین فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل راقم الحروف کی اس حقیر سی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

احقر
نسیم

۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء